Click on http://www.Paksociety.com for More

فرحین اظفر

دلائے وفا

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید ‘انس ‘عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ ‘انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس ‘سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے ‘مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید ‘عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

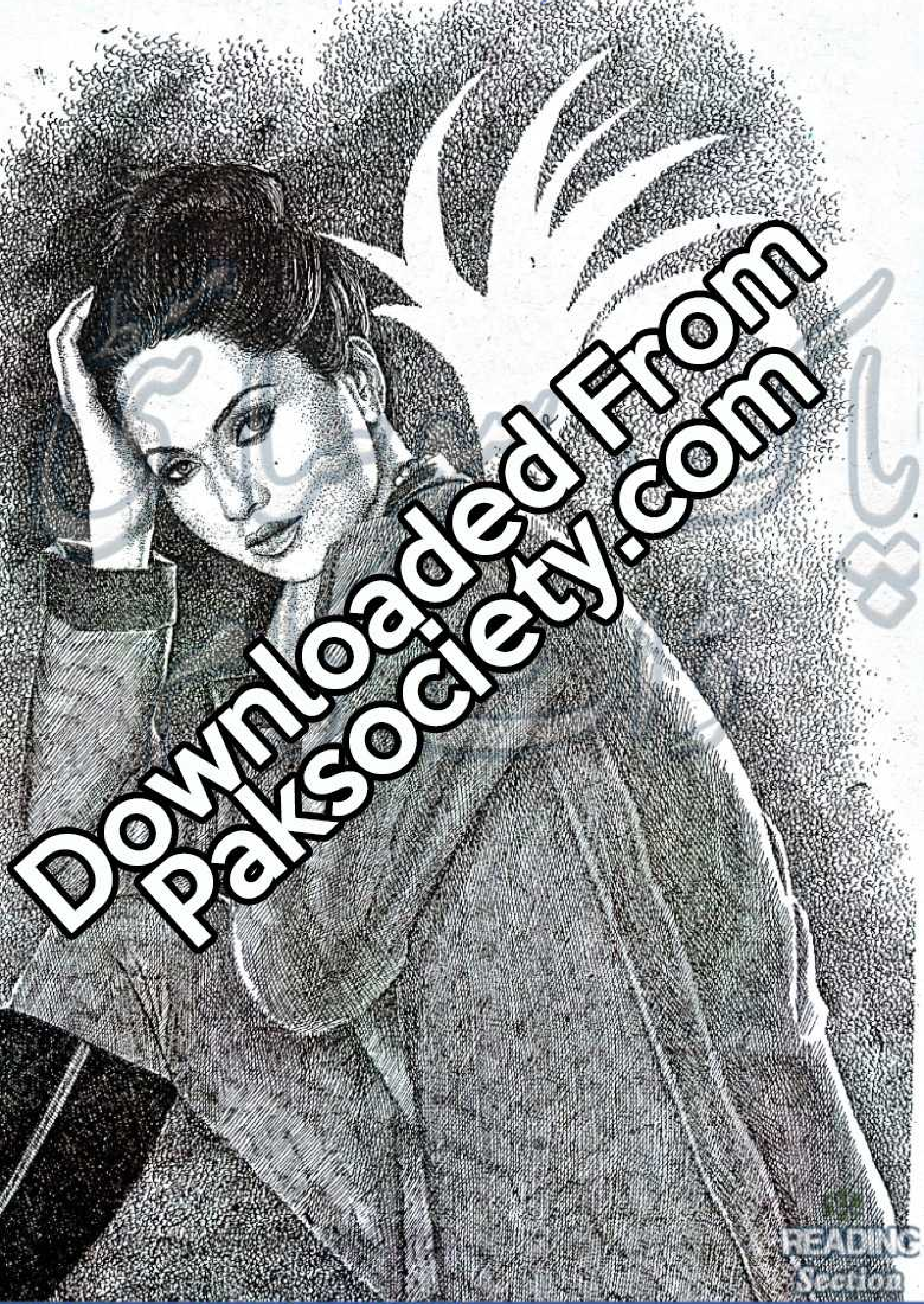
نائلہ ‘شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے ‘جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

حدید ‘انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے ‘مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More



Downloaded From Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http: / /www.Paksociety.com for More

خاموش ہو گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کر لے گی، مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے، جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کر دے گی۔

ماہا کی شادی حسیب سے بخیر و خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حسیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے، ماہا حسیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے، مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حسیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فوراً" پاکستان جانے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے، مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کر دیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا، مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حسیب ماہا کو منا لیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے، مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حسیب کے ساتھ جانے سے منع کر دیتی ہے۔ حسیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

بارہویں قسط

"اسے ہی نے دیکھا تھا سب سے پہلے۔" حدید کے تصور میں کسی کا جنون چکرایا۔ اس نے بے ارادہ ہی خشک لبوں کو زبان پھیر کر تر کیا۔ فون پر دوسری طرف اتنی لمبی خاموشی رہی کہ حدید سمجھا لائن کٹ گئی ہے۔

"طبیعت کیسی ہے اس کی؟ وہ ٹھیک ہے۔" اس کی ہیلو کے جواب میں جو آواز ابھری وہ بے حد تھکن زدہ تھی۔

"کس کی... ماہا کی... جی بس ٹھیک ہی ہے۔" اس نے گہری سانس لے کر اپنی پیشانی رگڑی۔

"کیا کہتے ہو تم... میں مزنہ کو بتاؤں ابھی یا پھر... صبح..." ان کی نظروں نے دیوار گیر گھڑی تک کا سفر کیا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ویسے آج ابھی آنٹی کی چھٹی ہو رہی ہے۔ ہم انہیں لے کر گھر جا رہے ہیں۔ انہیں کچھ نہیں بتایا ہے ہم نے ان کی اپنی حالت ٹھیک نہیں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ تم لوگ آج رات تو رہنے دو۔ میں صبح مزنہ کو بتا دوں گا اور ہسپتال بھی لے آؤں گا۔" گفتگو کے فیصلہ کن اختتام تک پہنچتے پہنچتے وہ یوں تھک گیا تھا۔ جیسے میلوں کا سفر پیدل طے کر کے آیا ہو۔ اس نے سامنے بینچ پر بوجھل انداز میں بیٹھی سوہا اور ماہا کو دیکھا۔ وہ فون بند کر کے بے حد سست رفتار قدموں سے نزدیک آیا۔

"آنٹی کا سامان پیک کر لیا سوہا۔" سر جھکائے بیٹھی سوہا نے پژمردگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"چلو پھر... اٹھو انہیں سہارا دے کر باہر لاؤ۔ میں تب تک باقی سب نپٹاتا ہوں۔" حسب توقع ماہا اس کی بات پر سوہا کو دیکھ کر منمنانے لگی۔

"میں نہیں جاؤں گی میں اب نہیں جا سکتی۔" حدید نے ایک نظر اسے دیکھا، پھر سوہا کو۔

"اسے سمجھاؤ سوہا۔ اس وقت ہمارے ساتھ چلے۔ اگر یہ یہاں رکے گی تو آنٹی لازما" اس کی غیر موجودگی کا پوچھیں گی۔ صورت حال کو سمجھ کر چلے اور اپنے آپ کو سنبھالے۔ ابھی مجھے انس کو بھی فون کرنا ہے۔ اس سے مشورہ کرنے کے بعد ہی میں فیصلہ کر سکوں گا کہ گھر میں فی الحال کس کس کو یہ خبر سنانی ہے۔"

اپنی بات مکمل کر کے وہ بنا ماہا کی طرف دیکھے۔ سیدھا بڑھتا چلا گیا۔ سچ تو یہ تھا کہ اس کے اپنے اعصاب شل

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہو رہے تھے۔ سر اور جسم میں شدید درد کا احساس اچانک ہی جاگ اٹھا تھا۔ بے اختیار اس کا دل چاہا کہ ہر مسئلے اور فکر سے جان چھڑا کر گھر جائے اور کسی مہربان آغوش کی پناہ میں سکون سے آنکھیں موند لے۔ سکون کے تصور سے اس کے ذہن میں نائلہ کا چہرہ ابھرا اور وہ پاس کھڑی کیب تک جاتے جاتے ٹھٹک گیا۔

☆ ☆ ☆

بتول بہت دیر سے تماشا دیکھ رہی تھیں۔ وہ بار بار موبائل اٹھاتا اور اسکرین دیکھ کر بے اختیار اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ چمکتی جسے وہ بمشکل لب دبا کر چھپاتا۔ چند ایک لفظ یا دو ایک جملے ٹائپ کرتا اور سیل ایک طرف رکھ کر دوبارہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ جو ایک چھوٹے سائز کا پیانو اپنے گھٹنوں پر ٹکائے باپ سے چپک کر بیٹھا الٹے سیدھے بٹنوں پر ہاتھ مارتا' شور بھی مچا رہا تھا اور خوش بھی ہو رہا تھا۔

پیانو سے نکلتے الٹے سیدھے راگ بہت اونچی آواز میں تھے۔ بتول کے کان پکنے لگے۔ مگر معراج کا وہ حال تھا۔ جیسے اسے اردگرد کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ وہ بیٹے کی طرف دیکھ کر دھیرے سے مسکراتا تو لبوں سے زیادہ اس کی آنکھیں مسکرا اٹھتیں۔ وہ نہ اپنے بیٹے کی بات سن رہا تھا' نہ اس پر توجہ دے رہا تھا۔ بس اس کی کسی بات کے جواب میں یا اس کے بطور خاص متوجہ کرنے پر پیانو کے کسی بٹن پر انگلی رکھ دیتا۔ بے ڈھنگے پن پاں شور میں ایک اور بے ڈھنگی آواز گونج جاتی اور بس۔۔۔

بتول کے لیے معراج کی یہ مصروفیت آج سے پہلے کبھی اتنی چبھن آمیز نہیں رہی تھی۔ وہ آفس سے آنے کے بعد اکثر فون پر کالز اٹینڈ کرتا رہتا تھا۔ اسی طرح خود بھی کبھی دوستوں اور اپنے افسران کو فون اور پیغامات بھیجتا رہتا تھا۔ لیکن اس وقت بتول کی چھٹی بلکہ پہلی پانچ حسیں بھی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں کہ اس وقت معراج کے فون پر کوئی اور نہیں بلکہ عفت ہی تھی۔ جو مسلسل نہ صرف میسج پر اس سے بات کر رہی تھی' بلکہ اس کی توجہ بھی بٹا رہی تھی کہ معراج ٹھیک سے اپنے بچے کو وقت نہیں دے پا رہا تھا۔

"راجو۔۔۔ اے راجو۔" بالآخر جب ان سے برداشت نہیں ہوا تو انہوں نے معراج کو دھیرے سے آواز دے ڈالی۔ مگر معراج نے ان کی پکار پر کان دھرے ہی نہیں۔ اسی وقت اس کے بیٹے نے پھر سے کوئی بات کرنے کے لیے اس کی طرف دیکھا اور اسے متوجہ نہ پا کر اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف گھمانے لگا۔ معراج نے بتول کی آواز تو سنی نہیں تھی۔ اس کا دھیان بیٹے کی طرف بھی نہیں گیا۔ بتول کی الجھن ایکا ایکی غصے میں بدلی اور انہیں بری طرح تپ ہی تو چڑھ گئی۔

"معراج۔۔۔" اگلے پل ان کے حلق سے نکلنے والی آواز اتنی کراری اور کڑک تھی کہ نہ صرف معراج بلکہ اس کا بیٹا بھی بری طرح چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا امی۔۔۔" اس کا لہجہ اور انداز بھی اتنا ہی پرسکون تھا۔

"کب سے آواز دے رہی ہوں' کان پر جوں نہیں رینگتی تمہارے۔ آخر ایسا کون ہے۔ جس کے آگے اپنی اولاد کو دیکھنے کا وقت نہیں مل رہا تمہیں۔" معراج کا منہ کھل گیا۔ اس نے اسی کھلے منہ سے انہیں پھر اپنے بیٹے کو دیکھا۔ جو اسی کی طرح ناسمجھی سے کبھی اپنے باپ اور کبھی دادی کو دیکھ رہا تھا۔

"چچ۔۔۔" اس نے اس کی گود سے پیانو اٹھایا۔ اسے ایک طرف رکھا۔ پھر اسے گود میں اٹھا کر آگے آیا اور بتول کے بستر پر لٹا دیا۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔ اب آپ کو بھی آرام کرنا چاہیے اور میرے منے کو بھی سونا چاہیے' چلو بیٹا آنکھیں بند۔۔۔ شاباش۔۔۔" اب کی بار منہ کھلنے کی باری بتول کی تھی۔ وہ آگے سے ہیں۔ بس بھی نہیں کر پائیں اور وہ ایک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

بار پھر سیل اٹھا کر اسکرین دیکھتا کمرے سے یہ جا وہ جا۔ بتول چند لمحے تو اس کے جانے کے بعد یوں ہی بیٹھی رہیں۔ پھر جب ان کے پوتے نے پکارا۔

"دادی!" تب کہیں جاکے وہ کسی گہری نیند سے جاگیں۔

"دادی کہانی سنائیں نا۔" انہوں نے ایک تھکی ہوئی نظر اس پر پھینکی۔

"اپنے باپ سے سن جاکر۔" انہیں خود نہیں پتا تھا کہ انہیں اتنا غصہ آخر آکس بات پر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

پہلی بار موبائل فون کی افادیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ اس نے جب سے موبائل فون لیا تھا۔ شاید تب سے اب تک کل ملا کر بھی اتنے میسجز کسی کو نہیں کیے تھے۔ جتنے اب ان چند گھنٹوں میں کر دیے تھے اور ان چند گھنٹوں میں اس نے اور بھی کچھ تھا جو جانا تھا' محبت کے علاوہ اور کوئی سواری آج تک ایجاد نہ ہو پائی تھی۔ جو دو انسانوں کے درمیان موجود فاصلوں کو اس سے زیادہ تیز رفتاری سے پاٹ سکے۔

مرد ذات سے پیدا ہو جانے والے سب سے خوب صورت جذبے محبت کی پہلی سیڑھی انسیت کے علاوہ اور کوئی چیز اتنی طاقت نہیں رکھتی کہ اس سے زیادہ عورت کو اپنا دیوانہ بنا سکے۔ نکاح کے بول کوئی طلسماتی طاقت نہیں صرف ایک احساس رکھتے ہیں۔ وہی احساس رفتہ رفتہ اپنائیت اور پھر محبت کی طاقت بن کر اس رشتے کی رگوں میں بہنے لگتا ہے۔ وہ اس سے پہلے صرف ہجر کے معنی جانتی تھی یا صرف نارسائی کے یا صرف قربانی کے۔۔۔ یا صرف خاموشی کے۔۔۔ ایک ان چاہا رشتہ بہت دھیرج سے مگر بہت تیزی سے من چاہا بن رہا تھا۔

زندگی کے دامن میں اس کے لیے سیاہ' سفید اور سرمئی کے علاوہ بھی بہت سے رنگ تھے۔ زندگی نے اس سے پہلے اپنا دامن کشادہ کیا ہی کب تھا۔ اب تو زندگی مسکرائی تھی۔ اس نے اپنی بانہیں وا کر دی تھیں۔ وہ انکشاف سے حیرت اور پھر حیرت سے یقین کی اور سفر شروع کر چکی تھی اور اس سفر میں معراج اس کا ہم سفر تھا۔

بنا پلکیں جھپکے مستقل ایک ہی جانب دیکھنے پر اس کی آنکھوں میں نمی سی تیر گئی تھی۔ تب ہی بے آواز سیل فون میں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی۔ اس نے چونک کر فون اٹھایا اور گہری سانس بھر کے مسکرا دی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اس کی ایک "ہاں" کا منتظر تھا۔

"فون کروں؟" ایک ہی الفاظ پر مشتمل یہ کوئی آٹھواں میسج تھا۔

"نہیں۔۔۔"

"کیوں۔۔۔"

"سب باتیں کر تو لیں۔ اب کیا رہ گیا ہے۔ ساری باتیں ختم ہو گئی ہیں۔"

"تمہاری ختم ہوئی ہیں۔ میرے پاس باقی ہیں۔"

"تو۔۔۔؟"

"تو کیا۔۔۔ میں بولوں گا تم بس سنتی رہنا۔"

"مجھے نیند آجائے گی۔"

"میں نہیں سونے دوں گا۔"

"میں بور ہو جاؤں گی۔"

"اتنی بری باتیں کرتا ہوں میں۔"

"میں کیا کہوں۔۔۔ آپ خود سمجھ دار ہیں۔" اس نے نچلے لب کا کونا دانتوں تلے دبایا اور سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

Downloaded From Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"حد ادب لڑکی... میں تمہارا مجازی خدا... اس بات کا برا بھی منا سکتا ہوں۔"
"تو جلدی سے برا منالیں اور سو جائیں۔"
"تمہیں میرے برا ماننے کی کوئی پروا نہیں۔"
"فی الحال نہیں۔" اس نے ایک مسکراتا ہوا چہرہ بھی ساتھ اٹیچ کر دیا۔
"اور اگر میں ناراض ہو گیا تو تمہیں سکون کی نیند آجائے گی۔"
"جلد ہی آجائے گی۔" کچھ دیر خاموش رہی۔ اگلے کئی منٹ تک کوئی پیغام نہیں آیا۔ وہ جو اس کو فون بند کر کے سو جانے کا مشورہ دینے لگی تھی۔ خود ہی تشویش میں پڑ گئی۔ بجائے سیل رکھ کر سونے کے ہاتھ میں لے کر دیکھنے لگی۔
"اگر یہ بات تم اپنی آواز میں مجھے سنا دو تو... وعدہ کرتا ہوں اور تنگ نہیں کروں گا فون کروں۔" عفت کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔
"السلام علیکم۔" کچھ دیر بعد سیل فون سے نکلتی آواز اس کی سماعتیں بھگو رہی تھی۔
"آپ کیا روزانہ اتنی جلدی سو جاتی ہیں یا آج زیادہ نیند آرہی ہے۔" شرارت کی رمق میلوں کے فاصلے سے بھی اسے دکھائی دے رہی تھی۔
"میں فجر میں اٹھتی ہوں۔ اس لیے جلدی سوتی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے فرصت سے کروٹ کے بل لیٹ گئی۔ جانتی جو تھی۔ کم از کم آج کی رات وہ سو نہیں سکے گی۔ اس کے چہرے پر کوئی پچھتاوا یا افسوس نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

رضوانہ کو ڈس چارج ہونے کے بعد گھر تک لاتے لاتے کافی دیر ہو چکی تھی۔ نیچے والے پورشن کی تمام بتیاں گل تھیں۔ حدید تیسری بار نائلہ کا فون ڈسکنکٹ کرنے کے بعد اب چوتھی بار کال کرنے پر ریسیو۔ کر کے اکھڑ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔
"کیا مصیبت ہے تمہیں کیوں فون کیے جا رہی ہو۔"
"مصیبت... مصیبت کیا ہونی ہے۔ اتنی رات ہو گئی ہے۔ میں گھر میں اکیلی ہوں۔" اس نے بمشکل حدید کا لب و لہجہ کڑوے گھونٹ کی طرح حلق سے اتارا۔
"تو... " حدید پر اس کی مشکل سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔
"تو... تو کیا مطلب... میں اکیلی ہوں رات ہو گئی ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ آپ... آپ پلیز گھر آجائیں نا!"
اپنے منت بھرے لہجے پر اسے خود جتنی حیرت تھی شاید اتنی حدید کو بھی نہیں ہوتی۔ کس نے سوچا تھا کہ حالات اس نہج پر آجائیں گے۔ ایک شخص جو کہ اس کا شوہر تھا جسے اس نے کبھی شوہر جتنی اہمیت دی نہ توجہ نہ وہ درجہ جو ایک بیوی کے ذہن و دل میں شوہر کا ہوتا ہے۔ جس کا نزدیک آنا اسے پسند نہیں تھا اور وہ اس شخص سے برملا اس کا اظہار بھی کر چکی تھی۔ آج خود سے ایک بار نہیں کئی بار فون کر کے اسے گھر بلا رہی تھی۔
اور وہ شخص جو دل سے اسے نہ چاہنے کے باوجود اپنی قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر چکا تھا۔ جو اس کے سرد اور ناقابل فہم ہتک آمیز اور اکتائے ہوئے رویے کے باوجود سب سے بڑھ کر ایک مرد ہونے کے باوجود فاصلے مٹانے کی ایک بار نہیں کئی بار کوشش کر چکا تھا۔ وہی شخص آج اس سے اس قدر بے زار تھا کہ اس کے نزدیک آنا تو دور اس کی بات تک سننے کا روادار نہ تھا۔
"تو... آ نہیں رہے... کیا چچی کی چھٹی نہیں ہوئی۔"
"آ رہا ہوں... تھوڑی دیر لگے گی۔" وہ اور بھی کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ لیکن حدید کے روکھے رویے کو دیکھ کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہمت نہیں ہوئی۔

☆ ☆ ☆

امی۔۔۔ تائی اماں اور تایا ابو کے علاوہ گھر میں باقی سب کو علم ہو گیا تھا۔ انس دوسرے دن صبح ہی صبح اپنا بوریا بستر سمیٹ واپس کراچی آگیا۔ حیدر آباد میں جاب ملنے کی جو آس بندھی تھی وہ اس آخری انٹرویو کے بعد مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی۔ سفارش اور رشوت وہ دو تلواریں تھیں جو کامیابی کے میدان میں شہسوار اپنی میان میں نہیں بلکہ آستین میں چھپا کر رکھتا تھا اور وہ جو یہ سمجھتا تھا کہ ایسا صرف کراچی میں ہے تو یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ نتیجتاً" حسیب کی خبر اور اس کی حالت اس کے ارادوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ وہ بے حد شکستہ اعصاب کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا۔ حدید سرخ آنکھیں لیے ناشتے میں مصروف تھا اور نائلہ حسب معمول کچن میں۔

"خیریت تو ہے ہم کتنی صبح نکل پڑے۔"

"بس یار جب ایک بار اس کا سن لیا تو رکا نہیں گیا۔" حدید نے جواب نہیں دیا۔

"انس کے لیے بھی ناشتا بنادو۔" اس نے آواز لگائی۔

"نائلہ یہیں ہے۔" اس نے بے حد محتاط ہو کر پوچھا تھا۔ "ہوں۔۔۔ میں لے جاؤں گا اگر اسے میرے ساتھ جانا ہوا تو' مگر رات میں۔"

"رات میں کیوں۔۔۔" انس کو حیرت سی ہوئی۔ حدید نے ناشتا روک کر بے زاری سے اسے دیکھا۔

"آج مجھے ہر حال میں آفس نہ صرف جانا ہے' بلکہ جتنا بھی کام میرا پینڈنگ میں پڑا ہے وہ کمپلیٹ کر کے دینا ہے اوور ٹائم بھی کرنا پڑے گا اور وہ بھی ود آؤٹ پے۔۔۔" انس اس کا انداز اور اس کی بات سمجھ کر چپ ہو گیا۔ حدید کا خیال تھا کہ وہ آگے سے تبصرہ کرے گا یا کم از کم ایک "کیوں" کا سوال تو ضرور ہی اٹھائے گا' لیکن اس کی طرف سے مکمل خاموشی پر خود ہی کہنے لگا۔

"تھکا کے رکھ دیا ہے ان اسپتالوں کے چکروں نے یار۔۔۔ ایک بندہ نکلا نہیں کہ دوسرا۔۔۔" اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"اسپتال کوئی اپنی مرضی سے تو نہیں جاتا نا۔" انس کی آواز دھیمی تھی۔

"پھر بھی یار۔۔۔ پرائیویٹ جاب کرتا ہوں۔ نہ ڈھنگ سے کوئی پرفارمنس دی ہے' نہ کوئی کام لگ کے کرپایا ہوں۔ اوپر سے اب یہ حسیب کی بات اور۔۔۔ اور تم تو جا کر بیٹھ گئے وہاں' یہاں میری خواری۔"

حدید جیسے ناک تک بھر چکا تھا۔ اسے خود اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کام جن میں خدا کے سوا اور کسی کی مرضی تھی نہ خوشی۔ ان کاموں میں وہ کسی معصوم انسان کو کیوں قصوروار ٹھہرا رہا تھا۔ کیوں۔۔۔ کیونکہ وہ تھک گیا تھا۔ تھک رہا تھا اور تھک چکا تھا۔ اسے اپنی تھکن اتارنے کے لیے جس سہارے اور جس وجود کی ضرورت تھی وہ پاس ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ اس نے ایک جلتی ہوئی نظر ناشتا لا کر رکھتی' نائلہ کی طرف پھینکی تھی۔

انس گہری سوچ میں ڈوب چکا تھا۔ جمع جتھا آہستہ آہستہ اختتام کی طرف جا رہا تھا اور یہاں تو قدم قدم پر پیسے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسے جو بھاگ دوڑ دوسری نوکری کے حصول کے لیے کرنی چاہیے تھی وہ سارا اب اپنے سسرال کے چکروں میں نکلنے والا تھا۔ ظاہر ہے حسیب کو اسپتال میں لاوارثوں کی طرح تو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ پہلے ہی اللہ نے بہت کرم کیا تھا جو ایک انسان نما فرشتے نے نہ صرف اس کی جان بچائی تھی' بلکہ اس کے علاج معالجے کا خرچا بھی اپنے ذمہ لے رکھا تھا ورنہ شاید۔۔۔ اس کے آگے مزید سوچنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ چونکا' پھر سوہا کو فون کرنے کے ارادے سے اوپر جانے لگا تو حدید کی آواز آئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"ہاں تمہیں ویسے بھی کسی کے جینے مرنے سے کیا سروکار... تم اپنی دنیا میں مست رہو بس..."

☼ ☼ ☼

اگلے دن مزنہ کو لے کر جب ان کے میاں وہاں پہنچے تو سوہا' ماہا اور انس پہلے سے موجود تھے۔ مزنہ کو ساری صورت حال سے کس طرح آگاہ کیا گیا تھا اور کس قدر مصیبت سے ان کی بکھرتی ہوئی کیفیت کو سنبھالا گیا تھا یہ صرف ان کے شوہر صادق صاحب ہی جانتے تھے۔

حسیب ابھی آئی سی یو میں ہی تھا۔ کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ ملنا بھی کیا وہ تو کومے میں ہی تھا' لیکن کسی کو اس کے قریب جانے کی اجازت نہیں مل رہی تھی۔ ایسی صورت حال میں جبکہ ماہا اسے دیکھنے' اسے چھونے کے لیے حد سے زیادہ بے قرار تھی۔ یہ ڈاکٹری احتیاطیں اور پابندیاں اسے سخت زہر لگ رہی تھیں۔

انس بڑی مشکلوں سے ڈاکٹرز سے اجازت لے کر فقط چند منٹوں کے لیے اسے اپنے ساتھ آئی سی یو میں لے کر گیا تھا۔ ان چند منٹوں میں اس نے جس طرح خود کو سنبھالا یہ صرف وہ ہی جانتی تھی۔ آنسو بہا بہا کر اس کی آنکھیں ہمہ وقت نم ہی رہنے لگی تھیں۔ اسپتال آنے کے لیے گھر سے نکلتے وقت اس نے شکرانے کے نفل ادا کیے تھے کہ یہ ہی بہت تھا کہ حسیب ابھی زندہ تھا۔ گو مردوں جیسی حالت میں تھا۔ لیکن بہرحال اس کے دل میں ایک امید سی جاگ گئی تھی۔ اللہ نے اسے بالکل بے آسرا نہیں کیا تھا۔ اسے احساس تھا کہ وہ پہلے بھی خدا کے حضور اکثر ہی ناشکری کی مرتکب ٹھہری ہے۔ اب مزید نہیں۔

وہیں گڑگڑا کر باری تعالیٰ سے اس کی زندگی اور صحت کی دعائیں مانگتے' اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ اب اور آنسو نہیں بہائے گی بلکہ جس حد تک ممکن ہو گیا حالات کا سامنا اور مقابلہ کرے گی۔

آئی سی یو سے نکلتے ہی اس کا سامنا مزنہ سے ہوا۔ وہ اس ٹاکرے کے لیے تیار نہیں تھی۔ جب ہی یک دم ٹھٹک سی گئی۔ مزنہ قدرے بلند آواز میں روتی ہوئی آئیں اور اس کے گلے لگ گئیں۔ ماہا پتھر کے بت کی طرح ایستادہ ان کے ہائے وائے سنتی رہی۔ ماہا کے دل سے ابھی ان کی باتوں کی کڑواہٹ ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے خاموشی سے ان کے پیچھے ہٹنے کا انتظار کرتی رہی اور جب وہ سوں سوں کرتی پیچھے ہٹیں تو خود بھی خاموشی سے ایک طرف ہو گئی۔

"کیا کہتے ہیں ڈاکٹرز۔" مزنہ نے منہ بنا کر اپنے میاں کو دیکھا۔ انہوں نے خاصی بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلا کھنکار کر انس کو مخاطب کیا۔

"درمیان میں ایک آدھ بار ایسا لگا جیسے ہوش آجائے گا۔ ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔ اگلے اڑتالیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔" انس دھیمی آواز میں بتانے لگا۔

سوہا مستقل ماہا کے قریب کھڑی اس کی دلجوئی کرتی رہی اور مزنہ ایک طرف بیٹھی بظاہر تسبیح کے دانے گراتی دل ہی دل میں ماہا کے لتے لیتی رہیں۔ اپنی یہ کم عمر اور سیدھی سادھی بھاوج انہیں ایک دم ہی بہت بری لگنے لگی تھی جانے کیوں...

☼ ☼ ☼

حدید کے آفس سے واپسی کا ٹائم ہو رہا تھا۔ وہ اسپتال جانے کے لیے تیار تھی۔ اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے سوچا اور کہیں سے ایک بھولی بھٹکی سراہتی ہوئی نظر سر نکال کر مسکرانے لگی۔

"یہ میں ہوں نائلہ' ہر طرح سے ایک مکمل عورت' ایک نامکمل زندگی کے ساتھ..." اس نے ایک گہری آہ بھر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کے سوچا۔ دفعتاً "موبائل کی بیل بجی۔

"شبیر حسین کالنگ..."

"اوہ... خدایا... ایک نامکمل زندگی اور ایک شرمناک کردار کے ساتھ..." آئینے سے جھانکتی ہوئی ایک دوسری نائلہ نے طنزاً "اسے دیکھ کر جملہ مکمل کیا۔

"اف خدایا!" حدید کی واپسی کا وقت تھا۔ وہ بس آتا ہی ہوگا اور گھر کی چابی موجود ہونے کی وجہ سے وہ خود ہی دروازہ کھول لیتا تھا۔ اس نے ایک بے حد تھکی ہوئی نگاہ ڈال کر فون ریسیو کر لیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب تک شبیر حسین کی منحوس آواز اس کی سماعتوں کو جلائے گی نہیں تب تک یہ فون بجتا ہی رہے گا۔

"کیا مصیبت ہے۔ اس وقت فون کیوں کیا ہے۔ جانتے ہو کہ میرے شوہر کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔"

"چل چل... بکواس نہ کر' بڑی آئی پتی ورتا..." آگے سے اس نے اس انداز میں بات کی کہ نائلہ کی آنکھوں میں ذلت کے مارے آنسو آگئے۔

"بول بھی چکو اب... یا کچھ اور گالیاں دینی ہیں۔" اب کی بار اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"وہ... نہ نہ میری رانی... کیا ہوا' خفا ہو گئی۔ اوئے گالیاں دینے کی تو اویں میں عادت ہے میری۔ تو ناراض نہ ہوا کر... یہ بھی پیار کا ایک انداز ہی ہے۔" نائلہ کا دل اور جل کر خاک ہو گیا۔

"یہ بتا... کہ اس دن تو میں زیور نہیں لے جاسکا۔ اب کس دن آؤں۔"

"اف اللہ... کیا تم پاگل ہو۔ یا ہوش و حواس میں نہیں... مجھ سے ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میرے کمرے اور میری الماری سے لینے آرہے ہو۔ آخر تم سمجھتے کیوں نہیں کہ..."

"زیادہ بکواس نہ کر... سب سمجھتا ہوں میں... تیرے بہانے... سیدھی طرح بتاتی ہے یا آؤں تیرے گھر' تیرے خصم سے کہہ کر تیری ڈولی اٹھوانے۔" کرب و اذیت کے بے پایاں احساس تلے دب کر اس کا دم گھٹنے لگا۔

"یا اللہ!" اس سے اس نے کس طرح ڈوب کر دل سے خدا کو پکارا تھا کہ ایک خیال نے بچھو کی طرح اسے ڈنک مارا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہو گئی۔

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے شبیر! میں بتاؤں گی تمہیں دن اور وقت۔ تم ٹھیک اسی رات اسی وقت گھر آجانا۔ تمہاری آسانی کے لیے ہر چیز تیار ہو گی۔ میں خود دروازہ کھولوں گی' باقی کام تمہارا..." دوسری طرف تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ غالباً "شبیر حسین کو خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ نائلہ اس طرح کی کوئی بات کرے گی۔

"سوچ لے اچھی طرح تو! کوئی ہوشیاری دکھائی ناتو..."

"اچھا بس بس... میں فون بند کر رہی ہوں۔ اب تم بس میرے فون کا انتظار کرنا۔" اس نے شبیر حسین کو زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ فون بند کر کے اس نے خود کو پر سکون کرنے کے لیے دو تین گہری گہری سانسیں لی اور اپنی نم آنکھیں پونچھ کر باہر نکلی۔ دروازے پر کھٹکا ہوا اور اسی وقت حدید اپنی بائیک گھسیٹتا اندر آیا۔

☆ ☆ ☆

حسیب کے اسپتال میں ہونے کی خبر عفت کے سسرال والوں تک پہنچ چکی تھی۔ معراج سے کئی بار اسپتال جانے کی بات کر چکی تھیں۔ لیکن وہ انہیں لے کر جانے کے موڈ میں نہیں لگ رہا تھا۔

"ارے لے جاؤں گا نا اماں!"

وہ کچھ ناگواری اور ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگیں۔ چند دنوں سے اکلوتے بیٹے کے انداز کافی بدلے بدلے تھے اور سب سے بڑھ کر تو انہیں اس موبائل فون سے چڑ ہونے لگی تھی جو اب کسی جزو لازم کی مانند اس سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

چکا رہتا تھا۔ اس وقت بھی جلدی جلدی کھانا ختم کرکے وہ اٹھا اور اسی غائب دماغی سے موبائل لے کر کمرے میں چلا گیا۔ بتول جو کوئی بات کرنے جارہی تھیں' الفاظ آدھے ادھورے ان کے لبوں میں ہی رہ گئے۔ وہ منہ کھول کر معراج کو کھانا ختم کرکے اٹھ کر جاتے ہوئے دیکھتی رہیں۔ معراج نے کمرے میں جاکر دروازے کو ہلکا سا بھیڑ دیا۔ یوں کہ ذرا سی درز باقی رہ گئی۔ انہوں نے آن کی آن میں پیر نیچے اتار کر چپلیں پھنسائیں اور بلی کی سی چال سے چلتی ہوئی دروازے کے پاس آکر کان لگائے۔

"یار۔۔۔ تم کب جاؤ گی وہاں۔۔۔ میں سوچ رہا تھا اماں کو لے کر آؤں تو تم سے بھی ملاقات ہوجائے۔"

چند لمحے وہ دوسری طرف کی بات سنتا رہا۔

"اچھا تو یہ بھی نہیں لگتا نا کہ تمہارے گھر میں ٹینشن ہو اور میں پہنچ جاؤں' تم سے ملنے تمہارے گھر۔" باہر کھڑی بتول کا دل دھک سے رہ گیا۔

"اس سے تو بہتر یہی ہے کہ کوئی سیٹنگ کرلی جائے۔" اس سے زیادہ سننے کی ان میں تاب نہیں تھی۔۔۔ بے حد کلستے ہوئے دل کے ساتھ بڑبڑاتے ہوئے واپس کمرے میں آئیں اور دھم سے بیٹھ کر تکیے کے نیچے سے اپنا موبائل نکالا۔

"اسی لیے تو آنے سے پہلے ہی بری لگنے لگ جاتی ہیں اچھی بھلی لڑکیاں۔۔۔ دیکھو ذرا ابھی گھر میں قدم رکھا نہیں کہ منصوبہ بندیاں شروع کردیں اس لڑکی نے۔۔۔ اے ہم تو بہت معصوم سمجھ رہے تھے۔" چند لمحوں کے بعد ان کی پھپھولے پھوڑتی آواز سرگوشی سے ذرا ہی بلند تھی۔

"آپ کو اس سے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں بتاتی ہوں نا کیا کریں آپ۔۔۔" وہ خاموش ہوکر دوسری طرف کی بات سننے لگیں۔

✡ ✡ ✡

کوریڈور میں چھاتی ہوئی سرد مہری خاموشی اعصاب کو توڑتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔ مزنہ مسلسل تسبیح میں مشغول تھیں۔ انہوں نے ایک دوبار کے علاوہ نگاہ اٹھا کر ماہا کی طرف دیکھا تک نہ تھا۔ ماہا تو ماہا' سوہا بھی ان کا انداز دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔ تب ہی دوسرے سرے سے حدید اور نائلہ آتے دکھائی دیے۔ دونوں کے چہروں پر سنجیدگی کے علاوہ ایک عجیب سی سرد مہری اور لاتعلقی دکھائی دیتی تھی۔ قریب پہنچ کر حسیب کی خیر خیریت اور سلام دعا سے فراغت کے بعد تھوڑی ہی دیر وہ لوگ بیٹھے۔ پھر انس کے موبائل پر عفت کا فون آگیا۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد وہ حدید کو لے کر ذرا دور کونے میں چلا گیا۔

"عفت نے مجھ سے مشورہ کرکے خالہ جان اور آنٹی کو سب کچھ بتادیا ہے۔"

"ٹھیک ہے یہ کوئی چھپنے والی بات تھی بھی نہیں۔" حدید نے بات سن کر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا۔

"وہ تمہاری بات ٹھیک ہے' لیکن آنٹی کی طبیعت۔۔۔ عفت وہاں اکیلے گھبرا رہی ہے۔ اس سے انہیں سنبھالنا مشکل ہورہا ہے۔" حدید جواب دیے بنا خاموشی سے فرش کو گھورتا ہوا نچلے لب کا کونا دانتوں تلے کچل رہا تھا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ماہا کو گھر لے جانا چاہیے۔ ہوسکتا ہے وہ خود انہیں تسلی دے تو وہ تھوڑا بہتر محسوس کریں۔"

ان تینوں نے مل کر ماہا پر زور دیا۔ سوہا بھی بات سمجھ کر ہاں میں ہاں ملانے لگی۔ آخر میں مزنہ نے اپنے وہیں رکنے کا عندیہ دیا۔ ان کے میاں بھی ان کے ساتھ تھے۔ بے حد فکر مندی اور حسرت بھری آنکھوں سے حسیب کے بے خبر وجود کو تکتی ماہا گھر واپسی کے لیے تیار ہوگئی۔ سوہا اور انس راستے بھر اسے سمجھاتے ہوئے آئے تھے کہ امی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.paksociety.com for More

کے سامنے اگر تم خود ٹوٹ کر بکھر گئیں تو پھر انہیں سنبھالنا تقریباً ناممکن ہو گا۔ حسیب کی حالت سیریس تھی، نیلن کومے جیسی ناامیدی کی کیفیت بہرحال ان سے چھپالی گئی تھی۔ تب سے اب تک وہ بیسیوں بار ماہا کو شادی کے بعد واپس پاکستان آنے پر اتنی ملامت کر چکی تھیں کہ اب ماہا کو بھی ساری صورت حال کا ذمہ دار خود اس کا اپنا وجود جنے لگا تھا۔ رضوانہ نے جب سے مصلا "سنبھالا تھا" تو کئی گھنٹے بعد بھی جاء نماز سے اٹھی نہ تھیں۔ ماہا بھی عشاء کی نماز پڑھ کر کافی دیر خدا کے حضور سجدے میں جھکی اپنی زندگی میں آجانے والے اس ستم کو دور کرنے کے لیے کوئی روزن مانگتی رہی، کوئی دروازہ، کوئی راستہ......

بعض حادثے انسان کو اس صورت حال میں دھکیل دیتے ہیں کہ اسے اللہ کے سوا کسی سے اپنی مشکل بیان کرنے کا خیال تک نہیں آتا۔ فون کی گھنٹی بجی۔ کسی انجانے نمبر سے کال آرہی ہے۔ پاکستان سے تو نہیں لگتی۔ سوہا نے دیکھتے ہوئے فون ماہا کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو....." ماہا کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ دوسری طرف کون ہو گا۔

"میں..... میں ولید ہوں۔ حسیب درانی کا بیٹا..... آپ مجھے پہچانیں؟" دوسری طرف ایک نوعمر آواز اپنے لہجے میں دھڑکتے ڈھیروں خدشات سمیٹ کر اس کی ساعتوں میں اتر گئی۔ ماہا سن سی کھڑی رہ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

دوسرے دن بتول نے ناشتے کے بعد اپنی بیٹی کے کہنے کے عین مطابق رکشہ کیا اور دونوں ماں بیٹی خود ہی عیادت کا فرض نپٹانے پہنچ گئیں۔ اس وقت وہاں مزنہ اور صادق کے علاوہ ماہا بھی موجود تھی۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے ان کی عیادت کے بے روح الفاظ سنتی رہی۔ اس کے لیے خود پر یہ پتھر کیفیت طاری کرنا ضروری بھی تھا اور بہتر بھی۔ ان دونوں خواتین کی وہاں موجودگی پر سخت بے آرام تھی۔ لیکن بہرحال عفت کے سسرال والوں کا معاملہ تھا۔ خدا خدا کر کے وہ لوگ واپسی کے لیے اٹھیں۔ رکشے میں بیٹھتے ہی بتول کی چھپی ہوئی مسکراہٹ باہر آگئی اور دانت نکل پڑے۔

"واہ..... بھئی واہ! کیسی تیزی دکھائی میں نے۔ یہ راجو تو ہم عورتوں کو بالکل پاگل سمجھتا ہے۔ اب لگے گا پتا۔ جب شام میں پوچھے گا نا چلنے کے لیے تو میں ٹھینگا دکھادوں گی۔" وہ ننھی بچی کی طرح خوش ہو رہی تھیں۔

"حیران رہ جائے گا وہ بھی آپ کی اتنی کوئیک سروس پر۔" "ارے یہاں تو اور کیا۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو آئے تھے تب اسی لڑکی کی ماں داخل تھی۔ پر میں ایک بات کہوں خدا لگتی۔ جب سے اس گھرانے میں رشتہ جوڑا ہے ایک کے بعد ایک مصیبت آتے دیکھ رہی ہوں بے چاروں پر۔"

رات تک بتول پر شادمانی کی کیفیت طاری رہی۔ اپنی آج والی حرکت پر بے حد فخر محسوس ہو رہا تھا۔ اس خوشی کی کیفیت میں انہوں نے لاڈلے پوتے کے لیے سوجی کا حلوہ بنایا وہ بھی بادام کھوپرے والا۔ اسی دم دروازہ بجا۔ آنے والا معراج ہی تھا۔

"خیریت تو ہے آج اتنی دیر لگادی تم نے۔" بتول نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہاں بس..... وہ ذرا میں..... ہسپتال میں پھنس گیا تھا۔"

"تم اکیلے ہی ہو آئے۔" بتول ہکابکا رہ گئیں۔

"کیوں....." "جب میں نے تم سے کہا تھا مجھے لے کر چلنا۔"

"تو آپ تو ہو آئیں نا! صبح۔" شرٹ کے کف کھول کر مصروف سے انداز میں پلٹتے ہوئے اس نے بتول کے قریب ہی کہیں پٹاخہ پھوڑا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

بس۔۔۔ ہیں۔۔۔ کن۔۔۔ اور اسے جیسے چند بے ربط الفاظ اس کے ہونٹوں کی قید سے نکلے۔

معراج مطمئن سا کمرے سے جا چکا تھا۔ بنا خلاصہ پڑھے کہانی پوری کی پوری سمجھ میں آنا کسے کہتے ہیں یہ آج پتا چلا تھا بتول نے اپنی گردن اور جبڑوں میں بے انتہا کھنچاؤ محسوس کیا۔

✡ ✡ ✡

کتنی عجیب سی بات تھی۔ اس نے حبیب کی اولاد سے' حبیب کی بیوی کی حیثیت سے بات کی تھی' لیکن وہ اس کی ماں نہیں تھی وہ رو رہا تھا۔ حبیب کی خیریت پوچھ رہا تھا۔ اس سے پاکستان آنے کی اجازت مانگ رہا تھا اور وہ بس خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"اسے کس نے بتایا ان کے بارے میں۔" وہ اس کی باتوں کو غائب دماغی سے سنتی' سوچتی رہی اور لائن کے دوسری طرف بے طرح سناٹا محسوس کر کے وہ پکار اٹھا۔

"آپ۔۔۔ آپ سن رہی ہیں۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ آپ کو کیا کہوں۔۔۔ ماما۔۔۔ آپ میری ماما ہی تو ہیں۔" اس کی آواز اٹکی' رکی' جھجکی اور رندھی ہوئی تھی اور اتنی دیر سے اس کی بات سنتی' ماہا کا دماغ گھوم گیا۔

"پاگل ہوئے ہو کیا۔ ماما کیوں کہہ رہے ہو مجھے۔"

"آپ۔۔۔ آپ بابا کی مسز ہیں تو۔۔۔"

بابا۔۔۔ بابا کی مسز۔۔۔ ماہا کے اندر غصے اور اشتعال کی شدید لہر اٹھی۔

"ہاں ہوں میں حبیب کی مسز۔۔۔ تو۔۔۔ یہ کیسے سوچ لیا تم نے کہ میں تمہاری ماں ہوں۔۔۔ کان کھول کر سن لو تم۔۔۔ میں کوئی تمہاری ماما وا ما نہیں ہوں اور کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں یہاں آنے کی۔ یہاں کوئی نہیں بیٹھا تمہارے انتظار میں اور رہے حبیب۔۔۔ تو ابھی تو ان کو خود اپنا ہی ہوش نہیں۔ لیکن جب انہیں ہوش آجائے گا' تب بھی میں تمہیں یہاں بلوانے کی اجازت نہیں دینے دوں گی سمجھے۔۔۔ اور خبردار جو اب مجھے فون کیا دوبارہ تو۔۔۔"

بے انتہا تنفر سے چبا چبا کر کہتے اس نے بات مکمل کی اور دوسری طرف کی بات سنے بغیر لائن کاٹ کر سیل پھینک دیا۔ سوہا اندر آئی تو وہ سر ہاتھوں میں پکڑے بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔" وہ دیکھ کر رکی۔

"کچھ نہیں۔" اس نے سر اٹھایا تو آنکھوں میں گہری ہوتی سرخی نے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن سوہا نے اس وقت اس سے کوئی بھی بات کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ انس گھر سے آچکا تھا۔ اسے اسپتال کے لیے نکلنا تھا۔ سوہا آج گھر پر رک گئی تھی۔

ماہا نے ان باتوں کو اسی وقت سر سے جھٹک دیا تھا' لیکن اب۔۔۔ حبیب کے پرائیویٹ روم میں منتقل ہو جانے کے بعد خالی اور خاموش سفید دیواروں کو تکتی ہوئی' بار بار یہ ہی باتیں سوچ رہی تھیں۔

"کیا میں حبیب کے بیٹے کو جو کہ عمر میں مجھ سے چند سال ہی چھوٹا ہے۔ اپنا بیٹا بنا لوں گی۔۔۔ مان لوں گی اسے اپنی اولاد۔" صرف سوچ کر ہی اس کے سر میں درد سا ہونے لگا۔

تب ہی۔۔۔ یوں ہی بھٹکتی بھٹکتی نظریں سامنے بے سدھ پڑے قیمتی لیکن خود سے بے خبر وجود پر پڑیں اور اسی پل۔۔۔ اسی پل اس نے حلقوں میں دھنسے جھریوں زدہ پپوٹوں میں جنبش محسوس کی۔ ایک ثانیے کو تو اسے لگا کہ یہ اس کا واہمہ ہے۔ لیکن اگلے پل۔۔۔ وہ تیر کی سی تیزی سے اٹھ کر نزدیک آئی۔ یہ اس کا واہمہ نہیں تھا۔ اس کا تنفس درہم برہم ہو گیا۔ حبیب کی بند آنکھوں کے پیچھے دبی پتلیوں میں بے حد خفیف سی زندگی جاگی تھی۔ ماہا بدحواسی

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More
سے ڈاکٹرز کو بلانے باہر بھاگی۔

☆ ☆ ☆

حبیب کی شناخت ہو جانے کے بعد مغیث حسن پہلی بار ماہا سے ملنے اور حبیب کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے۔ انہوں نے بے حد خلوص دل سے ماہا سے ہمدردی بھرے بول بولے۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور حبیب کے صحت یاب ہو جانے تک تمام مالی اخراجات خود اٹھانے کا عندیہ دیا۔ صادق اس وقت وہاں موجود تھے۔ ان کی پرخلوص پیش کش پر انہوں نے منع کرنا چاہا۔ لیکن ان کا کہنا تھا کہ وہ جو بھی کر رہے ہیں انسانیت کے نام پر کر رہے ہیں۔ جو ذمہ داری انہوں نے اٹھائی تھی۔ وہ اسے پورا کریں گے۔

ماہا پورے مکالمے کے دوران گم سم بیٹھی دوپہر کا وہ منظر یاد کرتی رہی۔ جب حبیب کے بے جان وجود میں زندگی کے آثار جاگے تھے اور وہ ٹرین کی رفتار سے بھاگتے دوڑتے بے قابو ہوتے دل کو سنبھالتی ڈاکٹرز کو بلا کر لائی تھی۔ لیکن جب تک ڈاکٹر آئے تب تک۔۔۔ سب کچھ پہلے جیسا ہو چکا تھا۔ وہ ایک بار پھر سے بے خبری کی گہرائیوں میں اتر چکا تھا۔ ماہا بے یقین نظروں اور رکتی ہوئی سانسوں سے اسے پکارتی رہ گئی۔ ڈاکٹرز کے پاس وہی باتیں تھیں۔ تسلیاں، تشفیاں، دلاسے اور وہ پھر سے ایک بار گم صم سی ہو کر اس کے پاس ہی ٹک گئی تھی۔

کیا پتا پھر۔۔۔

پھر سے ایک بار۔۔۔ ایک بار پھر اسے ہوش آئے۔ وہ آنکھیں کھولے دیکھے اور اگر میں یہاں نہ ہوئی تو مایوس ہو کر دوبارہ آنکھیں موند لے۔ پھر۔۔۔ صبح سے شام کے سائے ڈھلے اور رات نے دھرتی کو اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ تب اس نے چٹختے اعصاب اور تھکن سے اکڑ کر ٹوٹتی کمر کو محسوس کیا۔

"کتنے گھنٹے گزر گئے ماہا! کب سے ایسے ہی بیٹھی ہو۔ کیا حالت ہو رہی ہے تمہاری۔۔۔ چلو گھر چلو۔" سامنے سوہا کھڑی تھی اور اس سے ایک قدم پیچھے ترحم آمیز انداز میں اسے دیکھتا ہوا انس۔۔۔

"میں نہیں جا سکتی۔" بمشکل بول سکی۔

"کیوں۔۔۔" سوہا کو اس کی بات پر شاک سا لگا تھا اور وہ جواب دیے بغیر ڈبڈباتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھے گئی۔

"کیا ہوا ہے۔ ماہا کیا بات ہے۔" اب کی بار انس اس کے انداز میں غیر معمولی پن محسوس کرتا نزدیک آیا۔

"صبح جب میں آئی تھی تب۔۔۔" اس نے الف سے یے تک ساری کہانی سنا ڈالی اور آخر میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی سسکیاں آزاد ہو گئیں۔ سوہا اسے خود سے لگا کر تھپکنے لگی۔ ایک بات تو طے تھی۔ ماہا اب کسی صورت اسے چھوڑ کر گھر نہیں جانے والی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح بے حد مضطرب لیکن چوکنا انداز میں صحن میں چکر لگا رہی تھی۔ حدید حسب معمول اس کی حرکتوں سے لاپروا سونے جا چکا تھا اور انس اور سوہا گھر آ کر سونے چلے گئے تھے۔ اس نے محض رسمی طور پر ایک بار ہی حبیب کی کنڈیشن کا پوچھ کر اس کے بارے میں افسوس کا اظہار کیا تھا اور بس۔۔۔ تب سے اب تک اس کے انگ انگ میں جیسے چیونٹیاں کاٹ رہی تھیں اور پیروں تلے ببول اگ آئے تھے۔ پچھلے دو دن سے رات کو ڈیڑھ بجے کے بعد لائٹ چلی جاتی تھی۔ گرمی سے گھبرا کر وہ کمرے سے باہر نکلتی اور اوپر انس اور سوہا کی آدھی سوئی آدھی جاگی آوازیں آتیں۔ وہ دونوں بھی کمرے سے نکل کر کھلی چھت تلے بستر بچھا کر سو جاتے اور پھر سورج نکلنے کے بعد ہی جاگتے۔ اسے آج بھی اسی لوڈشیڈنگ کا انتظار تھا اور زندگی بھی نا کس کس چیز کا انسان کو کب کب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

انتظار کرواتی ہے، مگر آج لگتا تھا لوڈشیڈنگ نہیں ہوگی۔ اسے اپنی ساری پلاننگ چولھے میں جاتی لگ رہی تھی۔ بے انتہا جھلا کر اس نے دو کا ہندسہ پار کرتی گھڑی کی سوئیوں کو دیکھا اور پھر دل سے ایک خیال اچانک ہی چوکڑی مار کر دماغ میں کودا۔ اس نے بے حد احتیاط سے کمرے کا دروازہ کھولا اور لاؤنج سے باہر صحن میں آگئی۔ صحن میں ایک انرجی سیور رات بھر کے لیے کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔

"جیسے ہی میں مسڈ کال دوں تم آجانا۔" کانپتے ہاتھوں سے اس نے میسج ٹائپ کر کے ایک جانے پہچانے لیکن ناپسندیدہ نمبر پر بھیجا۔ دوسری طرف سے فورا" موصول ہونے والے جواب "اوکے" نے اسے بتایا کہ دوسری طرف بھی بے قراری اپنے عروج پر ہے۔ نائلہ کانپتے لڑکھڑاتے قدموں سے صحن میں ایک جانب بنے چھجے کے نیچے لگے لکڑی کے باکس تک گئی۔ پرانے زمانے کی تعمیر شدہ گھر میں بجلی کا میٹر اور گھر کی لائٹ کا مین سوئچ گھر کے اندر ہی لگا تھا۔ دل ہی دل میں آیتہ الکرسی کا ورد کرتے ہوئے اس نے وہ باکس کھولا اور وہاں لگا ہوا مین سوئچ آف کر دیا۔ ایک بے حد معمولی سی ٹھک کی آواز ہوئی اور پورا گھر اندھیرے اور جامد تاریکی میں ڈوب گیا۔

اب اس کے کانوں میں صرف اس کی اپنی سانسوں کی آواز تھی یا پھر اس کی اپنی دھڑکن کی یا شاید اس کا دل ہی کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ چاند نہ پورا نہ باریک۔ بے حد مدھم سفید روشنی پورے صحن میں پھیلی ہر منظر کو دھندلا کر رہی تھی۔ گلی کے دوسرے گھروں میں جلتی اکا دکا لائٹوں کی روشنی اس کے گھر کو اجالنے میں ناکام ہو رہی تھی۔ وہ بے حد محتاط اور چوکنے انداز میں وہیں کھڑی رہی۔ بالوں کی لٹوں سے بہتا پسینہ دھار بن کر کمر پر بہتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے فضا میں گھٹن اور حد درجے حبس سے اپنا دم نکلتا محسوس کیا اور پھر۔ اوپر کی منزل پر مخصوص آوازیں گونجیں۔ انس اور سوہا آدھی ادھوری نیند سے جاگی تھکن زدہ آنکھیں لے کر صحن میں نکلے تھے۔ نائلہ کی سانسیں اٹکنے لگیں۔

اگر۔ اگر انہوں نے ایک بار بھی باہر جھانک کر، کچھ اندازہ لگا لیا "لائٹ روزانہ تو سب کی جاتی ہے، لیکن آج صرف ہمارے گھر کی۔ بے حد کپکپاتی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کر کے وہ تھوڑی دیر اور وہیں کھڑی رہی۔ انس یا آواز بلند بڑبڑایا۔ اس نے خالص مردانہ انداز میں بجلی والوں کے ہوتے سوتوں کو صلواتیں سنائیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ لاؤنج کم برآمدے میں ساکت کھڑی نائلہ نے اپنے ماتھے سے بھنوؤں پر اترتا پسینہ بھیگی ہتھیلی سے صاف کیا۔ چند منٹ احتیاط" وہیں کھڑی رہی، پھر اسی طرح دبے قدموں جا کر سوئچ آن کر دیا۔ کل ملا کر دس منٹ سے بھی کم وقت لگا ہوگا اور اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ کمرے میں آکر اس نے موبائل نکالا۔ مس بیل دی اور کمرے کا دروازہ پورا کھول کر بیڈ پر آگئی۔ اب اسے بے چینی سے شبیر حسین عرف شبو کی آمد کا انتظار تھا۔

ایک کالا سایہ بے آواز دیوار پھلانگ کر صحن میں کودا۔ نائلہ بستر سے یوں اٹھی جیسے کمر کے نیچے ببول بچھے ہوں۔ وہ لپک کر باہر آئی اور بلی کی سی چال سے اس کے نزدیک پہنچی۔

"رکو سنو۔" وہ چوکنا انداز میں صحن میں کھڑا تھا۔ جب نائلہ نے قریب آکر اسے روکا اور اس کے مکروہ چہرے پر نظر پڑتے ہی دل میں شدید خواہش اٹھی کہ کم از کم ایک آلہ قتل تو اس کے پاس ضرور ہونا چاہیے تھا۔

"اپنا موبائل دو مجھے۔"

"وہ کس لیے۔" آس پاس کا جائزہ لیتے اس فرمائش پر اس نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"اگر حدید اٹھ گئے تو میں مسڈ بیل دے کر انہیں کمرے میں ہی روک لوں گی۔" وہ بنا کچھ کہے اسے دیکھتا رہا۔

"اوہو۔ جلدی کرو نا! گھر کے کسی اور بندے کا سیل میرے پاس نہیں ہے اور تمہارا نمبر بھی انجانا ہے۔ وہ فون میں الجھ جائیں گے تو۔" اس سے بات مکمل نہیں گئی۔ دھڑکتے دل اور ساتھ چھوڑتے حواس کے ساتھ اس طرح بولنا کسی طرح اسے سولی پر لٹکنے نیم مردہ تن کی سی تکلیف دے رہا تھا۔ یہ صرف وہ جانتی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"دو بھئی اب۔۔۔ اور جلدی جاؤ' اس سے پہلے کہ لائٹ چلی جائے۔" اسے یوں ہی اپنی جگہ جمے خود کو شک بھری نظروں سے دیکھتا پا کر دبی دبی آواز میں چیخ پڑی اور اس کے چیخنے کے انداز پر ہی اسے صورت حال کی سنگینی کا احساس ہوا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل نکالا اور نائلہ کو دیا۔ نائلہ نے ہتھیلی پھیلائی' لیکن اس نے موبائل ہتھیلی پر دھرنے کے ساتھ ہی اس کی ہتھیلی ہاتھ میں جکڑ کر اسے قریب کھینچا اور اس کا جبڑا دوسرے ہاتھ سے جکڑ لیا۔

"ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اگر تو نے کوئی چالاکی دکھائی نا۔۔۔ تو۔۔۔ زندہ گاڑ دوں گا زمین کے اندر۔۔۔" اس کے سرخ ڈیلے باہر کو ابلے ہوئے تھے۔ نائلہ کی آنکھیں پھٹنے لگی۔ رواں رواں تن گیا۔ تب ہی کسی قریب کی دیوار کے کوئی بلی کرلائی۔ اس نے جھٹکے سے نائلہ کو چھوڑا۔

"صحن میں لوگ سو رہے ہیں' دھیان سے۔۔۔" وہ لڑکھڑا کر سنبھلی اور دھیرے سے کہہ کر پلٹ گئی۔ شبیر حسین تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ گیا۔ نائلہ نے اپنے کمرے کے دروازے پر رک کر دیکھا۔ پھر ہاتھ میں پکڑا موبائل آف کر کے گریبان میں ڈال لیا۔ ایک گہری سانس لے کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی جو کہ ناکام رہی۔ اگلے ہی پل وہ تیر کی سی تیزی سے حدید کے سر پر پہنچی اور اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"حدید۔۔۔ حدید اٹھیں جلدی۔۔۔ گھر میں کوئی چور گھس آیا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے' حدید اٹھیں۔" گہری نیند میں کانوں میں پڑنے والا جملہ حدید کی نیند اڑانے کے لیے کافی تھا۔

"کیا۔۔۔ کہاں۔۔۔" اس کی آنکھیں پھٹ گئی۔ توقع کے عین مطابق وہ اٹھ کر فورا" ہی گرتا پڑتا بھاگا۔ نائلہ نے اسے دروازے کے قریب پکڑ کر بمشکل قابو کیا۔

"رک جائیں بھئی۔۔۔ ایسے تو وہ بھاگ جائے گا۔ آپ۔۔۔ یہ لیں۔" متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ کر اس نے بیڈ پر بچھی چادر کھینچی۔

"انس اور سوہا باہر سو رہے ہیں اور وہ سیدھا کمرے میں ان کی الماری میں گھسا ہو گا۔ مجھے پکا یقین ہے" اس سے پہلے اس دن بھی یہ ہی آیا ہو گا' انس کی الماری جو کھلی پڑی تھی۔ پیچھے سے جا کر اس کے اوپر ڈال دیجیے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے اس کے پاس ہتھیار بھی ہو۔" وہ جلدی جلدی چڑھتی سانسوں سے بولتی حدید سے زیادہ بدحواس ہو رہی تھی۔ چادر گول مول کر کے اس کے ہاتھوں میں پکڑاتی اس کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔ وہ مضطربانہ انداز میں حدید سے کہتی رخ پھیر گئی۔ اس کے اندر ہمت نہیں کہ حدید کی نظروں کا سامنا کر سکتی۔

حقیقت یہ تھی کہ یہ تمام کھیل اس نے اپنی تمام تر عزت اور زندگی داؤ پر لگا کر کھیل ڈالا تھا۔ اب اگر بازی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی تو سب کچھ جاتا' لیکن وہ اس وقت یہ سب سوچنے کی حالت سے بے بہرہ ہو چکی تھی۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے اور کیا کر رہی ہے۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ وہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے اوپر عمل کر رہی تھی اور یہی عمل اسے اس جال سے نکال سکتا تھا' جس میں اس نے اپنی بے وقوفی سے قدم رکھا تھا اور پھر جکڑی گئی تھی۔ حدید کمرے سے جا چکا تھا۔ اس کا تنفس بڑھنے لگا۔ کافی دیر گزری کوئی حرکت نہ آواز اور اس کے بعد ایک بے ہنگم شور نے اس کے دل کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اس نے لگاتار۔ ان گنت بار تھوک نگلا۔ کپکپاتے ہونٹوں سے الٹے سیدھے درود اور آیت الکرسی کے حروف آگے پیچھے۔۔۔ آدھے پورے۔۔۔ پونے۔۔۔ فل اسپیڈ میں گھومتے ہوا دار دہانی پردوں کے نیچے اس کا جسم گیلا اور دماغ سن ہوتا چلا گیا۔ شور نزدیک آ رہا تھا۔ اس نے ذرا سی درز کھول کر جھانکا۔

چادر کے اندر لپٹا ایک پہاڑ سا وجود بری طرح لڑھکتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے آیا۔ اسی پل اس کے پیچھے انس اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

حدید۔۔۔ بد حواس اور طیش سے بے حال اس پر پل پڑے تھے۔ اسی پل اس کے دماغ نے جیسے جھٹکا کھایا۔ وہ دروازہ کھول کر صحن عبور کر کے دوڑتی ہوئی باہر نکلی اور پڑوسیوں کا دروازہ بری طرح پیٹ ڈالا۔ ساتھ ہی اس کے حلق سے بیٹھی ہوئی پھٹی ہوئی، خراش زدہ چیخیں نکلنے لگیں۔

"چور چور۔۔۔ خالہ چور آگیا۔ گھر میں چور گھس آیا۔" اس کی آواز اس قدر وحشت ناک اور وجود اتنا وحشت زدہ لگ رہا تھا کہ عام حالات میں اگر وہ یہ سنتی تو خود اپنی ہی آواز نہ پہچان پاتی۔ آئینہ دیکھتی تو اپنی ہی شناخت سے مکر جاتی۔ تھوڑی دیر میں گھر کا صحن بھانت بھانت کی آوازوں سے بھر گیا۔ اس کا شور سن کر آس پڑوس کے لوگ جاگ گئے اور مردوں نے گھر میں گھس کر انس اور حدید کی گرفت سے نکلتے ہوئے چور کا مار مار کر بھرکس نکال دیا اور نیم جان ہوتے ہوئے شخص کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ عورتوں کے تسلیاں اور تشفیاں دے کر واپس چلے جانے تک وہ پتھر کے بت کی مانند صوفے پر گری رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد تنہائی اور خاموشی دوبارہ پورے گھر پر اسی طرح قابض ہو گئی جیسے چند لمحوں قبل یہاں زندگی اور ہنگامے کے کوئی آثار بھی تھے۔

کسی نے فوری طور پر پولیس کو کال کر دی تھی اور باقی سارے لوگ مارتے پیٹتے، چادر کے اندر بدحال ہوتے وجود کو گراتے گھسیٹتے مین روڈ تک لے گئے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ بری طرح رگڑ ڈالا۔ پھر دائیں طرف کی صوفے کی ہتھی پکڑ کر خود کو سہارا دے کر اٹھی اور لڑکھڑاتے قدموں سے اندر کمرے میں داخل ہوئی۔ ذرا سی ٹھوکر لگی اور وہ کٹی ہوئی شاخ کی مانند وہیں بیڈ کے کنارے زمین پر گر گئی۔ رات لمحہ لمحہ آگے سرک رہی تھی۔ وہ زمین پر گری پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر بے حد مستعدی سے اپنا کام سرانجام دے رہے تھے۔

اسے ڈاکٹرز کے آنے کے بعد کمرے کے باہر ہی ٹھہرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ تب سے اب تک اس نے ہر وہ قرآنی آیت و سورت، ٹوٹے ہوئے لب و لہجے میں بے ہنگم طریقے سے پڑھ ڈالی تھی۔ جو اس کے حافظے میں اس وقت محفوظ تھی۔

ایک بار اس نے ڈرتے ڈرتے بند دروازے کے اوپر لگے شیشے سے اندر جھانکا تو ڈاکٹر اور نرسوں کی پشت اور گھیرے میں گھرا ہوا وجود صرف پٹیوں میں جکڑا، مشینوں سے نبرد آزما دکھائی دیا۔ اس نے فی الفور خود کو وہاں سے ہٹا لیا تھا۔ اس کے بعد انس اور سوہا، مزنہ اور صادق بھائی کے آجانے کے بعد بھی اس کی ہمت نہیں تھی کہ دوبارہ اندر جھانک سکے۔

جانے کتنی دیر گزری۔ اس کی گیلی پلکیں جڑ کر سوکھ جانے کے بعد اندر سے ڈاکٹر باہر نکلے تو ان کا چہرہ اندرونی اطمینان کی تصویر تھا۔

"خدا کا شکر ہے۔ پیشنٹ کومے سے باہر آچکا ہے۔ زخم بے حد گہرے تھے۔ لہٰذا ریکور ہونے میں ٹائم لگے گا۔ مگر حالت خطرے سے باہر ہے۔ اس وقت وہ نارمل نیند میں ہیں۔ آپ ایک ایک کر کے انہیں دیکھ سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر کے بالکل سامنے اور سب سے قریب کھڑے پتھر کے بت کی جامد پتلیوں سے دو نمکین قطرے نکلے اور زرد عارض تر کر گئے۔

اس نے خشک حلق کو تر کر کے بے ساختہ آنکھیں موند لیں۔

"یا اللہ۔۔۔ تیرا شکر ہے۔" یہ اس کی زندگی کے پہلے تشکرانہ الفاظ تھے۔ جو اس قدر دل کی گہرائیوں سے نکلے تھے۔ اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس نے اس سے پہلے کبھی اتنے سچے دل سے اللہ کا شکر ادا کیا ہو۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

جانے کتنے دیر گزر چکی تھی۔ یونہی سجدے میں پڑے رہ کر خدا سے راز و نیاز کرتے ہوئے اس نے اپنے اگلے پچھلے سارے ہی گناہوں کی معافی مانگ ڈالی تھی۔ سارے ندامت کے آنسو بہا دیئے تھے۔ اس کے دل کا آئینہ شفاف ہو کر چمک رہا تھا۔

دل کو قرار آرہا تھا۔ بے یقینی سے یقین کی طرف سفر کرتی ایک عجیب سی کیفیت کے حصار میں تھی۔

"میں نے واپسی کی طرف قدم بڑھا دیا ہے۔ یقیناً" اللہ مجھے تھام لے گا۔" اس کے اندر سے کوئی صدا اٹھتی تھی۔ اور روح تک جا کر اسے شانت کرتی تھی۔ اگر خدا کے ذکر سے دل کو سکون ملتا تھا تو ہاں آج اس نے یہ سکون محسوس کیا تھا۔

سوہا باہر لاؤنج میں جائے نماز بچھائے نوافل ادا کرنے میں مگن تھی۔ اس سارے ہنگامے کے دوران وہ محض اپنے کمرے کے ایک کونے میں سمٹی تھر تھر کانپتی رہی تھی۔

اس کا زندگی میں کبھی نہ تو کسی چور ڈاکو سے پالا پڑا تھا۔ نہ اس نے کسی چھوٹی سی بھی چوری ڈکیتی کی واردات کو اتنے قریب سے دیکھا تھا۔ کجا کہ اتنے مردوں کی دھاڑتی آوازیں۔ گالیاں، دھکم پیل اور شور شرابا۔ اوپر سے نائلہ کی چیخ و پکار۔

جس وقت حدید اور انس، اس چور کو دھکے دیتے گھسیٹتے مارتے پیٹتے سیڑھیوں سے نیچے لے گئے اس وقت وہ کمرے میں، دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر زور زور سے رونے میں مصروف تھی۔

نیچے جمع ہونے والی محلے کی عورتیں نائلہ کو دیکھنے اور سنبھالنے میں مگن تھیں۔ اوپری حصے میں چھا جانے والی خاموشی سے انہوں نے گمان ہی نہ کیا کہ ابھی اوپر ایک سہما ہوا صنف نازک کا وجود موجود ہے۔ نہ ہی نائلہ کو دھیان آیا۔ اور نائلہ کا کیا کہنا۔

اسے اپنا ہی دھیان نہ تھا تو کسی اور کا کیا ہوتا۔

اپنی عزت سے لے کر زندگی اور زندگی بھر کی خوشیوں سے لے کر تمام خونی اور کاغذی رشتوں تک، سب کچھ داؤ پر لگا کر کھیلی جانے والی بازی وہ جیت چکی تھی، ابھی اس خواب کی حقیقت پر یقین کرنے میں بھی اسے وقت درکار تھا۔

کافی دیر وہیں کمرے میں دبکے رہنے کے بعد جب سوہا کو یقین ہو گیا کہ ہر طرح کا ہنگامہ تھم چکا ہے۔ تب جا کر اس نے پہلے واش روم میں جا کر منہ دھویا اور گیلے ہاتھوں اور چہرے سے ٹپکتے وضو کے پانی کی ٹھنڈک کو محسوس کرتے اور خالی کمرے کھلی الماری کو بے خیالی سے تکتے اسے نائلہ کا خیال آیا تھا۔

"اور نائلہ..... اب نائلہ کیا کر رہی ہے۔ پتا نہیں کہیں اس کی طبیعت ہی خراب نہ ہو گئی ہو۔"

دماغ کے مستقل منع کرنے کے باوجود وہ دل کی باتوں میں آ گئی تھی۔ اور نیچے آکر جب نائلہ کو جائے نماز پر کھڑا دیکھا تو خود بھی لاؤنج میں نیت باندھ لی تھی۔ جس وقت حدید اور انس تھانے میں رپورٹ لکھوا کر واپس آئے تم اس وقت تک دونوں ہی کچھ وقت پہلے گزری افرا تفری اور اس کے دیرپا اثرات سے سنبھل چکی تھیں۔

گو کہ فجر میں ابھی وقت تھا پھر بھی سوہا نے انس سے چائے کا پوچھا اور پھر چاروں کے لیے بنانے چلی گئی۔

نائلہ کمرے سے باہر نکلی اس نے اب تک، نماز کی طرح دوپٹا لپیٹ رکھا تھا۔ انس اور حدید تھکے ہوئے سے لاؤنج کے صوفے پر ڈھیر تھے۔

وہ بھی خاموشی سے وہیں ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

وہ ان سے شبیر کے بارے میں پوچھ کر تسلی کرنا چاہتی تھی کہ آیا کہ وہ تھانے میں بند رہے گا یا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ان لوگوں نے ایف آئی آر کٹوائی کہ نہیں۔ لیکن دل میں بیٹھا چور مسلسل اس کی خواہش کو دبا رہا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

اسے ڈر تھا کہ اس کے منہ سے خوامخواہ کوئی ایسی بات نہ نکل جائے۔ جس سے کسی کو شک پڑے۔
آخر وہ گھر میں رہنے والی ایک متوسط گھرانے کی عام سے تعلیم یافتہ عورت تھی۔ کوئی عادی مجرم یا ماسٹر پلان میکر نہیں تھی۔ جبھی چپکی ہو کر بیٹھی رہی۔

"کیا ہوا۔ پکڑ لیا پولیس نے اسے۔" سوہا چائے بنا کر لائی تو ٹرے درمیانی میز پر رکھتے ہوئے نائلہ کے الفاظ کو زبان دی۔

"پکڑا تو اسے ہم نے تھا۔ پولیس نے تو خالی اندر کیا ہے۔"

"چلو پکڑ تو لیا نا! شکر ہے عین موقع پر پتا چل گیا۔ ورنہ خدانا خواستہ..." وہ بے حد عام سے انداز میں حادثہ ہو جانے کے بعد کے تبصرے اور تجزیے کرنے لگی۔

"آج کل تو کچھ پتا نہیں بھئی۔ کبھی تو پورا گینگ ہی ہوتا ہے ساتھ..." انس اور حدید خاموشی سے چائے پی رہے تھے۔ نائلہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ صرف سوہا تھی جو نان اسٹاپ بول رہی تھی۔ شاید اس طرح وہ اپنے اوپر حاوی خوف کا ازالہ کرنا چاہتی تھی۔

"میں تو... بہت بری طرح ڈر گئی تھی۔" آخر میں سب کو چپ دیکھ کر اس نے اپنی بزدلی کا اعتراف کر ہی لیا۔

"کیوں۔ اس میں ڈرنے کی کیا بات تھی۔" انس کو اس کی بات اچھی نہیں لگی۔

"لو... میں کیا روز چوری ڈکیتی دیکھتی ہوں۔" اسے بھی برا لگا۔

"تو ہم کیا روز دیکھتے ہیں۔" اب کی بار حدید بھی گفتگو میں کودا۔ لیکن اس کا مقصد صرف تفریح لینا تھا۔

"آپ لوگ مرد ہیں اور میں..."

"تم بھی مرد بنو مرد..."

حدید نے ذہن پر چھائی کثافت کو کم کرنے کی خاطر ماحول میں شگفتگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔
واقعہ بہر حال اتنا بھی معمولی نہیں تھا۔ اس کے اثرات سے نکلنے کے لیے سب کو کوشش کرنی تھی۔

"میں تو سوچ رہا تھا۔ جب تک ہم اسے قابو کریں گے تم ون فائیو پر کال کر چکی ہو گی۔" انس نے بھی حدید والا ٹریک پکڑا اب' وہ صرف سوہا کو چڑا رہا تھا۔

"شکر ہے آپ نے یہ نہیں سوچا کہ میں کوئی وزنی ہتھیار لے کر پیچھے سے اس کے سر پر دے ماروں گی۔"

"ارے ہاں 'وزنی' ہتھیار سے خیال آیا۔ اس پر چادر ڈال کر پکڑنے کا آئیڈیا بھی برا نہیں تھا۔ ہمیں ایکچوئیلی نائلہ کو شاباش دینی چاہیے۔ جس نے اپنے آپ پر بھی قابو رکھا اور' حدید کو بھی بدحواس نہیں ہونے دیا۔" وہ تینوں اب ذہنی بوجھل پن کے فیز سے نکل کر بالکل اسی طرح باتیں کرنے لگے تھے۔ جیسے عام طور پر گھروں میں کوئی غیر معمولی واقعہ ہو جانے کے بعد کی جاتی ہیں نائلہ اپنا نام سن کر چونکی۔ پھر پھیکے پن سے مسکرا دی۔

"میں ابھی آتی ہوں۔"

چائے کا کپ خالی کر کے ٹرے میں رکھا اور کمرے میں آ کر گریبان سے شبیر حسین عرف شبو کا موبائل نکالا۔
موبائل آف تھا اور اب اسے زندگی بھر آف ہی رہنا تھا۔
فی الحال وہ اسے کھولنے کی حماقت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے جوں کا توں کپڑوں کی الماری کے سب سے نچلے خانے میں چھپا دیا۔ اس نے سوچا موقع دیکھ کر موبائل کو بعد میں ٹھکانے لگا دوں گی۔

☆ ☆ ☆

ناشتے کی میز پر بتول کا موڈ آف تھا۔
معراج کو صاف محسوس ہوا لیکن وہ آفس سے لیٹ ہو رہا تھا۔ اس وقت کوئی بھی بات چھیڑ کر گفتگو کو طول نہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

دے۔ سن علامات۔ ان کے بچے ہی ...

"کل کتنے بجے سوئے تھے رات میں۔" بتول سے اس کی خاموشی برداشت نہیں ہوئی۔ اس لیے پوچھ لیا۔
"بس جب آپ آئی تھیں کمرے میں اس کے فوراً" بعد۔" اس نے جلدی سے گرم چائے کا گھونٹ بھرا اور خستہ پراٹھے کا ٹکڑا توڑا۔
"اور اگر میں نہ آتی تو... لگے رہتے پوری رات۔" ان کی آواز میں آنچ سی تھی۔
"اوہو... اماں اب ایسی بھی بات نہیں۔"
"اچھا۔" طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔
"مجھے تو ایسی ہی بات لگ رہی... بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر..." معراج لقمہ منہ میں ڈال کر مسکرا دیا۔
"اگر ایسی بات ہے بھی تو اس میں کیا برائی ہے اماں! کیوں برا منا رہی ہیں۔"
"برائی ہے۔ جبھی برا مان رہی ہوں... ارے پہلے سے میل ملاقات رکھنے سے شادی میں نیا پن نہیں رہتا۔ پرانے لگنے لگتی ہے عورت... دل سے اتر جاتی ہے۔ بہت جلدی۔" معراج کی مسکراہٹ ہنسی میں بدل گئی۔
"اماں... وہ بیوی ہے میری۔ کوئی کپڑا لتا نہیں۔" اس نے ایک بار پھر بھاپ اڑاتی چائے کا کپ منہ سے لگایا۔ مجبوری تھی۔
"لو ابھی گھر آئی نہیں اور بیوی بھی بن گئی۔"
"بیوی گھر آنے سے بنتی ہے یا نکاح کرنے سے۔"
اگر معراج کو ذرہ برابر بھی پتا ہوتا کہ اس کی سرسری انداز میں کی جانے والی باتیں نہ صرف اس کی ماں کو بری لگ رہی ہیں۔ بلکہ کس حد تک بری لگ رہی ہیں۔ اور عفت کا مقام اس کی ماں کی نظروں اور دل میں نیچا کر رہی ہیں تو شاید وہ منہ بند کر کے سب سنتا رہتا۔
"اچھا... تو کیا میں نے غلطی کر دی نکاح کروا کے۔"
"ہم... م... م' یہی تو میں کہنا چاہ رہا تھا آپ سے۔" اس نے ایک شرارت بھری مسکراہٹ کو لبوں میں دبا کر آخری نوالہ نگلا' خالی پلیٹوں کو پرے کھسکایا' چائے کا کپ خالی کر کے میز پر رکھا۔
"کیا... میں نے غلطی کی نکاح کروا کر۔"
"غلطی کی صرف نکاح کروا کر... رخصتی بھی ساتھ ہی کروا لیتیں تو کیا حرج تھا۔"
اپنی بات مکمل کر کے نہ چاہتے ہوئے بھی' بتول کا تپا ہوا چہرہ اور کھلا ہوا منہ دیکھ کر اس کی ہنسی نکل گئی اور پھر وہ ان کی اگلی بات سننے کے لیے رکا نہیں تھا۔
بتول وہیں بیٹھی دیر تک بڑبڑاتی رہیں۔ پھر بھڑاس نکالنے کے لیے بیٹیوں کو فون کھڑکانے کی نیت سے اٹھ گئیں۔
"نہ شرم نہ حیا۔ دیدہ ہوائی تو دیکھو۔ کیسے بے شرموں کی طرح ماں کے سامنے... ارے ایسے چونچال میں آ گئے جیسے پہلی پہلی شادی ہے..." غصے اور کھسیاہٹ میں اپنی ہی اولاد کی خبر لیتے انہیں احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں اور کوئی سننے والا بھی ہے کہ نہیں۔

☆ ☆ ☆

سفید بے داغ بستر پر محو خواب وجود' خود سے اور اس سے بے خبر تو تھا۔ لیکن اس قدر آرام سے ہرگز نہیں تھا' جتنا ظاہری طور پر لگ رہا تھا۔ وہ کتنی دیر اس کا چہرہ نگاہوں میں جذب کرتی رہی۔
منظر دھندلا تا تھا۔ وہ آنکھیں صاف کرتی منظر پھر سے دھندلا جاتا۔ دفعتاً" داہنے ہاتھ میں خفیف سی لرزش جاگی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.paksociety.com for More

اس نے کپکپاتے ہوئے زرد ہاتھ اوپر [illegible]

"حبیب... حبیب..." اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی۔

محبت بھرے لمس کی حرارت پاکر غافل وجود میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ کسمسایا۔ پھر ذرا سی گردن موڑی۔ درد سے بوجھل پپوٹے ذرا سے کھلے۔

پٹیوں میں جکڑے، زخموں سے چور شخص نے اپنی متاع جاں کو بے حد قریب سے دیکھا۔ اتنے قریب کہ اس کے وجود کی ساری حدت وہ خود میں اترتے محسوس کرنے لگا۔ اس کے لب بے یقینی تک کا سفر طے کرتے دائیں بائیں ذرا سا پھیلے۔ اور وہ مہربان وجود بے تابی سے اس پر جھک آیا۔

"حبیب... حبیب... آپ ٹھیک ہیں... آپ ٹھیک ہیں نا!" اس کے کانوں میں ریشم سی پھوار برسنے لگی۔ وہ آواز... وہ مانوس، محبت بھری آواز ابھی بھی آرہی تھی۔

"حبیب آپ ٹھیک ہیں نا!... میں مجھے دیکھیں... میں ہوں ماہا!" حرف حرف زندگی بڑھ رہی تھی۔ لفظ لفظ سانسیں بندھنے لگی تھیں۔ دو نرم ملائم ہاتھوں نے اس کا چہرہ آہستگی سے تھام لیا۔

"آنکھیں کھولیں۔ دیکھیں میں ہوں... حبیب میں ماہا!" اس کی پتلیاں، جھریوں بھرے پپوٹوں کے غلاف میں لمحے بھر کو لپٹ کر پھر سے نمودار ہوئیں اور اس بار ان میں پہچان کے رنگ بہت گہرے تھے۔

اس کا لرزتا ہوا ہاتھ اٹھا اور خود پر جھکی اضطراب سے خود کو ٹٹولتی ماہا کے سر پر ٹھہر گیا۔

ماہا کے تپتے وجود پر کسی نے گہرے بادل کا سائبان لا اوڑھایا۔ ماہا اس کی زرد آنکھوں میں پہچان کے نقوش انمٹ ہوتے دیکھ رہی تھی۔ اور وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی ماہا کے چہرے پر دھوپ چھاؤں کا سنگم دیکھ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے میں نوٹ کر رہی ہوں، جب سے آئی ہو تمہاری شکل پر بارہ بج رہے ہیں۔"

حبیب سے ملنے اور لمحے بھر بات کرلینے کے بعد، ماہا کے پورے وجود سے امڈتی بشاشت واضح محسوس کی جاسکتی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بات ہی ایسی ہوئی کہ اب تک طبیعت سنبھلی ہی نہیں۔" سوہا نے رات والے واقعے کی ایک ایک بات ماہا کے گوش گزار کردی۔

"تم بتاؤ حبیب بھائی کی طبیعت۔"

"ہاں..." وہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو کر مسکرائی۔

"اللہ کا شکر ہے پہلے سے بہت بہتر۔ ابھی جب میں انہیں دیکھنے گئی تو ذرا دیر کے لیے ہوش آیا تھا۔ مجھے پہچان بھی گئے اور ہلکے سے مسکرائے بھی تھے۔" اس کے چہرے بچوں کی سی معصوم خوشی تھی۔

سوہا نے بے اختیار اس کی خوشی کے دائمی ہونے کی دعا کی۔ پھر کچھ سوچ کر اسے دیکھا۔

"ماہا! میں ایک بات کہوں۔ تم برا مت ماننا۔"

"کیا بولو... تمہیں ایسے رسمی انداز کی ضرورت کیوں پیش آگئی۔"

"بس وہ... کیا کہوں... مجھے ابھی گھر جانا ہوگا فوراً" ... انس کو کہیں انٹرویو کے لیے جانا ہے۔ تمہیں برا تو نہیں لگے گا اگر میں اتنی جلدی آکر پھر واپس چلی جاؤں تو... میرا مطلب ہے..." اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"سوہا... بھلا یہ بات مجھ سے کوئی کہنے والی ہے۔ کیا میں نہیں جانتی کہ انس بھائی اپنی جاب کی وجہ سے کتنے اپ سیٹ ہیں۔ تم بالکل فکر مت کرو۔ بالکل اطمینان سے جاؤ۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"...بھئیں لوئی... مسئلہ۔"

"ارے نہیں ہو گا کوئی مسئلہ اور ہاں... امی کو فون کر کے حسیب کے بارے میں ذرا اور تفصیل سے بتا دینا... میں نے صبح فون کیا تھا مگر جلدی میں تھی تو زیادہ بات نہیں کر سکی۔"

"اوکے... میں چکر لگاتی رہوں گی۔"

"ہاں ہاں کوئی بات نہیں۔"

وہ ممنون نگاہوں سے اسے دیکھ کر اس کے گلے لگ گئی۔ پھر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہمیشہ خوش رہو۔"

"تم بھی..." ماہا کو اپنی بہن پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

Downloaded From
Paksociety.com

✡ ✡ ✡

مغرب کا جھٹپٹا آسمان کو سرمئی سے سیاہ کرتا جا رہا تھا۔

"ارے دونوں وقت مل رہے ہیں۔ نیچے آجاؤ۔" بتول چھت پر کھیلتے پوتے کو بلاتے بلاتے سب سے نچلی سیڑھی سے چھت تک آگئی تھیں۔

"ارے رک جا... ٹھہر تو... ارے سنبھل کے دھیان سے۔" ننھا سا بچہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے ادھر ادھر بھاگتا انہیں ٹھیک ٹھاک تھکا چکنے کے بعد تیزی سے سیڑھیوں کے پاس گیا اور اتنی ہی رفتار سے اترتا چلا گیا۔

"یا اللہ! دیکھ کے کہیں گر مت جانا۔" اس کی رفتار دیکھ کر ہانپتی ہوئی دادی جو اسے پکڑنے کے خیال سے سیڑھیاں اترنے لگی تو اوپر سیڑھیوں پر ہی پیر پھسل گیا۔

بس لمحے بھر کی دیر تھی۔

باقی سیڑھیاں لڑھکتے ہوئے طے کرتی جب وہ سب سے آخری سیڑھی پر پہنچیں تو ان کی ہائے وائے سے پاس پڑوس میں سب کو حادثے کی اطلاع خود بخود ہو چکی تھی۔

جب تک ان کی بیٹیاں اپنی اماں کی خبر گیری کو آئیں تب تک پیر کی مرہم پٹی کروا باقی ماندہ چوٹوں پر مرہم لگوا کر بستر کو پیاری ہو چکی تھیں۔ واویلا البتہ جاری تھا۔

بڑی بیٹی نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"راجو کو بتا دیا تھا۔"

"ہاں کیا تو تھا فون۔"

"تو وہ اب تک آیا کیوں نہیں۔ آفس کا ٹائم تو ختم ہو چکا۔" بتول کے کانوں میں اس بات کا پڑنا تھا کہ وہ اپنا پیر اور موچ بھول کر ایک نئی چیز کو لے کر شروع ہو گئیں۔

"ان کا کیا پوچھتی ہو۔ تمہارے بھیا کے تو ڈھنگ ہی نرالے ہوتے جا رہے ہیں... اے نئی نویلی بیوی کا خمار سر پر چڑھا ہوا ہے۔"

"کیا مطلب..."

"آئے روز کسی نہ کسی بہانے سے پہنچ جاتے ہیں دیدار کرنے۔ پہلے وہ چچی ساس ایڈمٹ تھیں تو ان کے بہانے ملاقات کو چلے گئے۔ پھر بہنوئی ایڈمٹ ہو گیا وہ چھٹیں تو... اب سنا ہے کہ بے ہوش تھا۔ ہوش میں آگیا ہے۔ تو اس کی آڑ میں آج پھر طے ہو گئی ملاقات۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"ہیں۔۔۔؟" بیٹیوں نے انگلیاں دانتوں میں داب لیں۔

"اور خاندان بھی تو دیکھا۔ جنے کونسا ناس پیٹا ہے۔ تین بہنوں کی شادی ہوئی۔ بچہ ایک کے یہاں بھی نہیں۔ اوپر سے جب سے نکاح ہوا ہے۔ ایک کے بعد ایک بری خبر سن رہی ہوں۔۔۔" بتول کا منہ کڑوا زہر ہو رہا تھا۔

"اور ہاں۔۔۔ ایک اور تو سنو نئی تازی۔۔۔" وہ رازدارانہ انداز میں آگے کو جھک کر کل رات والی اپنی کارکردگی اور صبح معراج کے منہ سے نکلی ہوئی بات مرچ مسالا لگا کر سنانے لگیں۔

"ارے کیا پاگل ہو گیا ہے راجو۔۔۔ ایسی بے شرمی سے کوئی کہتا ہے ماں کو۔"

"اور ایک بات تو آپ نے نوٹ ہی نہیں کی اماں۔۔۔" چھوٹی بیٹی کے انداز میں حد درجہ گہرائی تھی۔

"وہ کیا۔"

"آج راجو بھیا نے رخصتی کی بات کی اور آج ہی آپ گر گئیں۔" بتول بیٹھے سے یوں اچھلیں گویا بستر میں کسی نے اسپرنگ لگایا ہو۔

☼ ☼ ☼

ان کے موبائل پر موصول ہونے والی کال اتنی غیر متوقع تھی کہ چند لمحوں تک انہیں یقین ہی نہیں آیا کہ جو آواز وہ سن رہی ہیں وہ کوئی خواب نہیں، حقیقت ہے۔ جبکہ دوسری طرف موجود عورت اپنا تعارف کروانے کے بعد ان کی کیفیت سے قطعی بے خبر اپنی دھن میں بول رہی تھی۔

"میں پاکستان آنا چاہتی ہوں۔ میرا حسیب سے کوئی ریلیشن تو نہیں لیکن اس نے میرا بہت ساتھ دیا اس وقت جب مجھے اس کی ضرورت تھی۔ اور ویسے بھی میں نے اور اس نے کافی عرصہ ایک دوسرے کی سنگت میں بہت اچھا گزارا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے دوست رہ چکے ہیں۔ پتا نہیں حسیب نے آپ کو میرے بارے میں بتایا ہے یا نہیں لیکن۔۔۔ مجھے اس کے منیجر سے اس کے ساتھ ہونے والی ٹریجڈی کا علم ہوا تو مجھ سے رہا نہیں گیا۔ اوپر سے وہ کہہ رہا تھا کہ حسیب کا سارا بزنس یہاں سے وائنڈ اپ کر کے پاکستان جانا پڑے گا۔ تو میں نے سوچا۔ میرا فرض بنتا ہے ایک اچھے دوست سے کم از کم ایک آخری بار مل ہی لوں۔۔۔" وہ آگے بھی کچھ بول رہی تھی۔

مزنہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ انہوں نے خشک لبوں پر زبان پھیر کر اڑی اڑی رنگت سے صادق کو دیکھا۔ جو انہیں فون اٹینڈ کرنے کے بعد یوں حق دق ہوتا دیکھ کر نزدیک آ گئے تھے۔

انہوں نے فون مزنہ سے لے کر کان سے لگایا اور دوسری جانب کی بات تحمل سے سننے لگے۔ کچھ دیر سننے کے بعد انہوں نے گہری سانس بھری۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ ملنا چاہتی ہیں تو، آ جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن۔۔۔" ان کی بات مکمل نہیں ہو سکی۔ مزنہ نے فون ان کے ہاتھ سے جھپٹ کر لائن کاٹ دی۔

"وہ عیادت کے لیے آ رہی ہے یا جگ ہنسائی کے لیے۔ کیا کہیں گے لوگوں سے ہم۔۔۔ کون ہے یہ عورت اور کیوں آ گئی اتنی دور سے ملنے۔۔۔"

اتنی تیزی اور جلدی جلدی بولنے سے مزنہ کا سانس پھول گیا۔ وہ کھڑے سے نزدیکی صوفے پر گر کر گہرے گہرے سانس لینے لگیں۔

صادق صاحب چند لمحے ان کا تنفس ہموار ہونے کا انتظار کرتے رہے پھر بولے۔

"سب کو سب کچھ پتا چل ہی جائے گا۔ آج نہیں تو کل۔۔۔ کیونکہ وہ اکیلی نہیں آ رہی۔ حسیب کے اس لڑکے کو بھی ساتھ لا رہی ہے۔۔۔ جسے اس نے ایڈاپٹ کیا ہوا ہے۔"

وہ چاہ کر بھی حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان نہیں کر سکے۔ مزنہ پر پہاڑ ہی ٹوٹ گیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"کیا۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ اوہ میرے خدا!" انہوں نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔
کیسے سامنا کروں گی میں ماہا کا۔
"آپ۔۔۔ آپ اس عورت کو صاف منع کر دیں یہاں آنے سے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اسے زبردستی خوامخواہ کی محبت کا راگ الاپنے کی۔" انہیں اور کوئی راستہ نہیں سوجھا۔
صادق ان کی ذہنی کیفیت سمجھ رہے تھے۔ جبھی بحث کرنے کے بجائے ٹھنڈے لہجے میں بولتے ہوئے ان کے برابر بیٹھ گئے۔
"چلو ٹھیک ہے۔ تم کہتی ہو تو میں منع کر دیتا ہوں۔ مگر وہ لڑکا۔ جس کا اس دنیا میں حسیب کے سوا اور کوئی نہیں۔ کیا اسے بھی منع کر دوں۔" مزنہ کے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔
"حسیب ہی بھری دنیا میں اس کا واحد رشتہ ہے۔ اور اس کا کفیل بھی۔ وہ کہاں جائے گا اگر حسیب کے پاس نہیں آئے گا تو۔۔۔ اور چلو۔ مان لیا کہ وہ نہیں آیا۔ تو حسیب۔۔۔" وہ چند لمحے رکے۔
"کیا وہ نہیں بلائے گا اسے صحت یاب ہونے کے بعد۔۔۔ اگر اسے اب پاکستان میں سیٹل ہونا ہی ہے۔ تو کس کے سہارے چھوڑے گا وہ اسے وہاں۔۔۔ اور بعد میں بلانے پر اگر اس لڑکے نے ہمارے خلاف اس سے کوئی شکوہ کیا تو۔۔۔" مزنہ کو ان پے در پے سوالوں سے گھٹن سی ہونے لگی۔ ان کے اعصاب چٹخنے لگے۔ انہیں لگا ان کے وجود کی عمارت میں کوئی چیز ڈھے رہی ہے۔
مزنہ بری طرح ہار مان کر سسک پڑی تھیں۔ لیکن ان کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ ان کی باتوں سے قائل ہو گئی ہیں۔
صادق صاحب نے بازو پھیلا کر انہیں تسلی دینے کے لیے خود سے لگا لیا۔
رشتے زندگی کے لیے جتنے ضروری ہوتے ہیں۔ ان سے وابستہ دکھ' زندگی کا پتا دینے کے لیے ان سے زیادہ ضروری ہوتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

اماں کے پیر میں آئی موچ کو ہفتہ بھر ہو چکا تھا۔
وہ گھر کے کام کاج سے مکمل طور پر بیٹھ گئی تھیں۔ ایک ہفتہ تک تو بیٹیوں نے بڑے تحمل اور سلیقے سے گھر کا انتظام باری باری سنبھالا۔ مگر پھر بھی جانے کس بے احتیاطی کے نتیجے میں ان کے اکلوتے پیارے بھتیجے کو دست لگ گئے۔ اور لگے بھی ایسے کہ صبح سے شام تک میں بچہ تو نڈھال ہی ہو گیا۔ لیکن بار بار اس کی گندگی صاف کرتے' پھوپھو کا جی بھی بری طرح اوب گیا۔
معراج آفس سے گھر پہنچا تو بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر ہسپتال لے کر دوڑا۔ انجکشن دوائیں' احتیاط اور ہر چیز۔۔۔ کتنی ہی تدابیر تھیں جو اس کے پانی کی طرح لوز موشن کو روکنے کے لیے ڈاکٹروں نے ہدایت کی صورت میں' سر پر لاد دی تھیں۔
پھوپھو بے چاری وہاں تو خوب زور و شور سے سر ہلاتی رہی اور گھر پہنچی تو بتول کا بھوک کے مارے شور سن کر سب بھول بھال گئی۔
کون سی دوا دینی تھی۔ کون سی رات کو سوتے وقت پلانی تھی۔ اور ایک خاص گلابی رنگ کا پانی تھا۔ جو کسی صورت بچہ منہ میں رکھنے کو تیار نہ تھا۔ بتول نے گود میں لٹا کر زبردستی پلانے کی کوشش کی تو اس نے وہ ہاتھ مارا کہ پوری بھری ہوئی بوتل فرش پر بہہ گئی۔
بتول نے اپنی محتاجی اور اس کی ضد پر جھنجلا کر اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا اور بس۔۔۔ بالکل یہی بس آخری منظر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

معراج نے کمرے میں داخل ہوتے وقت دیکھا۔

"کیا کر رہی ہیں اماں آپ..... پہلی ہی وہ اس قدر نڈھال اور کمزور ہو رہا ہے۔ آپ نے اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔" وہ کندھے سے لگا کر سسکتے ہوئے بچے کو تسلی دینے لگا۔

"ارے تو دوا بھی تو نہیں پی رہا کسی صورت..... "انہوں نے بمشکل لفظ "منحوس" کو لبوں تک آنے سے روکا۔

"تو بچہ ہے چڑچڑا ہو گیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو ہی دیکھ لیں۔ چار دن ہوئے نہیں بستر پر کہ بات بے بات غصہ کرنے لگیں۔"

اس نے خود بمشکل اپنی چڑچڑاہٹ ضبط کی تھی۔ اور بچے کو کندھے سے لگائے باہر نکل گیا۔

اماں کے بستر کی پائینتی کے قریب کھڑی خاموشی سے تماشا دیکھتی بہن کی برداشت کی حد بھی بس یہیں تک تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی دوا کی شیشی سائڈ میز پر رکھی اور ماں کے قریب آ کر ہمدردانہ انداز میں بولی۔

"برا مت مانیے گا اماں..... بھلا سب کا اسی میں ہے۔ سادگی اور خاموشی سے جتنی جلدی ہو سکے راجو کی بیگم کی رخصتی لے لیں۔"

☼ ☼ ☼

شام ڈھلنے میں کچھ دیر باقی تھی۔ جب اس نے دھلا دھلایا استری شدہ سوٹ نکال کر پہنا بال بنائے اور ہلکی سی لپ اسٹک لگا کر آنکھوں میں کاجل ڈالا۔ ابھی وہ ٹھیک سے خود کو آئینے میں دیکھ بھی نہیں پائی تھی کہ عفت کا فون آ گیا۔

"کتنے دن سے تم سے فرصت سے بات نہیں ہوئی۔ گھر کب آؤ گی۔" عفت کے فون سے اماں بات کر رہی تھیں۔ ان کا وہی ہمیشہ والا مطالبہ تھا۔ جبکہ پہلے تو نائلہ ہمیشہ ٹال ہی جاتی تھی۔ لیکن پچھلے چند دنوں میں اس نے آزادی اور خوشی کا جو بھرپور مزا چکھا تھا۔ اس نے اس کے مزاج میں بھی شوخی اور خوشی کے رنگ بھر دیے تھے۔

اس وقت بھی وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"آؤں گی اماں..... اس اتوار کو تو ضرور ہی آؤں گی۔ ابھی حدید گھر آتے ہیں تو بات کرتی ہوں۔ اور یہ عفت کہاں ہے۔ کیا کرتی رہتی ہے۔ بات ہی نہیں کرتی مجھ سے۔"

"وہ اب تم سے بات کیوں کرے گی۔ اس کے پاس بات کرنے کے لیے اور بھی لوگ ہیں۔" اماں کو بھی شوخی سوجھی۔

جس پر نائلہ نے دوبارہ ٹھٹھا لگایا۔ البتہ دوسری طرف اماں کے نزدیک بیٹھ کر سبزی کاٹتی عفت شرمندگی سے اماں کو دیکھ کر رہ گئی۔

"اچھا یہ بات ہے۔ ذرا میری بات تو کروائیں۔" عفت نے چھری ہاتھ سے رکھ کر فون پکڑا۔ نائلہ بہت موڈ میں تھی۔ تھوڑی دیر تک چھیڑ چھاڑ کرتی رہی۔ عفت بھی مسکرا مسکرا کر جواب دیتی رہی اور دل ہی دل میں حیران بھی ہوتی رہی۔

وہ سمجھتی تھی کہ اماں اس بات سے انجان ہیں کہ اس کا اور معراج کا آپس میں کوئی رابطہ ہے۔ لیکن ماں باپ اتنے بھی انجان نہیں ہوتے جتنا اولاد ان کو سمجھ لیتی ہے۔

دوسری طرف نائلہ نے یونہی ہلکی پھلکی بات چیت کے بعد فون رکھا تو خود کو اس حد تک تر و تازہ محسوس کیا گویا کسی نے ابھی ابھی نئی زندگی لا کر اس کے وجود میں ڈالی ہے۔

وہ خدا کا جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا کہ اسے راستہ بھٹکنے سے بچا کر خدا نے سیدھی صاف ستھری سڑک پر لا کھڑا کیا تھا۔ اس نے خلوص نیت سے اپنی منزل کی سمت اپنا سفر شروع کر دیا تھا۔ اور کامیابی سے آگے کی اور قدم بڑھا رہی تھی۔ حدید کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ دن بلکہ وہ شام پوری جزئیات کے ساتھ اس کی نگاہوں میں گھوم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

گئی۔ اس شام وہ اسی طرح ہلکی پھلکی تیاری کے ساتھ حدید کی آمد کی منتظر تھی۔ اور حدید جب گھر آیا تو بہت تھک چکا تھا۔

وہ کمرے میں آکر سیدھا صوفے پر پھیل کر نیم دراز ہو گیا اور آنکھیں موندلیں۔

نائلہ کو اسے اس قدر سنجیدگی میں دیکھ کر مخاطب کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ پھر بھی اس نے ٹھنڈے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھا کر سلام کیا۔ حدید نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ سرخی تھی۔

"کیا ہوا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔" وہ ۔ جھجکتے ہوئے بولی اور برابر والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"نہیں..... شاید مجھے بخار سا ہو رہا ہے۔"

اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔ نائلہ چند لمحے اس کا سرخ چہرہ دیکھتی رہی۔ پھر دھیرے سے اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

حدید نے اس کے ٹھنڈے لمس کو محسوس کرتے ہی آنکھیں کھولیں۔ لیکن بنا حرکت کیے یونہی پڑا رہا۔

نائلہ نے کچھ دیر ہاتھ رکھا۔ پھر دھیرے دھیرے سر دبانے لگی۔

ہر جنبش کے ساتھ اس کی کلائی میں پڑی کانچ کی چار چوڑیاں آپس میں ٹکرا کر جلترنگ سا پیدا کر دیتیں۔ وہ سر دباتی رہی۔ یہاں تک کہ حدید شاید تھوڑی غنودگی میں چلا گیا۔

نائلہ کو جب احساس ہوا کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو رہا ہے۔ تو اس نے دھیرے سے آواز دی۔ لیکن حدید نے شاید اس کی پکار سنی ہی نہیں۔

نائلہ نے بے حد آہستگی سے اس کے جوتے موزے اتارے پھر دوبارہ اس کا بازو ہلایا۔ اب کی بار وہ نہ صرف چونکا بلکہ سیدھا ہو کر تعجب سے اپنے پیروں کو دیکھنے لگا۔

"میں نے اتارے ہیں شوز آپ کے..... ٹمپریچر تیز ہو رہا ہے۔ ادھر بیڈ پر لیٹ جائیں۔"

اسے واقعی بخار چڑھ رہا تھا۔ تبھی ایک بھی لفظ کہے بغیر شرافت سے بستر پر لیٹ گیا۔ نائلہ نے گرم دودھ کے ساتھ دوا کھلائی اور دوبارہ بیٹھ کر سر دبانے لگی۔

کتنے عرصے بعد یہ پہلا موقع تھا جب وہ حدید کے نزدیک گئی تھی۔ اسے چھو رہی تھی اور وہ بدک کر دور نہیں ہٹا تھا۔ نائلہ کو پتا تھا' اس کے سر دبانے سے اسے آرام مل رہا ہے اور وہ یہی چاہتی تھی۔ وہ اپنی ذات سے اسے آرام ہی پہنچانا چاہتی تھی۔ اس نے دانستہ و نادانستہ اسے جتنی بھی تکلیف دی تھی۔ اس کا ازالہ کرنا چاہتی تھی۔ جبھی اس وقت تک اپنے نرم ہاتھوں سے اس کے سر اور کنپٹیوں پر مساج کرتی رہی۔ جب تک اس کی پر حدت سانسوں کا زیرو بم ہموار نہیں ہو گیا۔ تب..... ایک لمحے کو رک کر اس نے کچھ سوچا اور دھیرے سے اسے آواز دی۔

"حدید.....!" حدید نے کوئی حرکت نہیں کی۔

"مجھے معاف کردیں ہر اس حرکت' ہر اس بات کے لیے۔ جس نے میری طرف سے آپ کو ذہنی اور جسمانی طور پر تکلیف میں رکھا۔" اس کی آواز بے حد دھیمی تھی۔ سرگوشی سے ذرا ہی بلند.....

"میں جانتی ہوں میں..... آپ میری آواز نہیں سن رہے۔ جبھی یہاں بیٹھ کر آپ سے معافی مانگ رہی ہوں۔ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ سے معافی مانگ سکوں۔ میں اعتراف کرتی ہوں کہ مجھ سے چند غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں۔ جن سے دوسروں کے ساتھ ساتھ خود میری اپنی ذات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ میں گیا ہوا وقت واپس لاکر اس نقصان کا ازالہ نہیں کر سکتی لیکن..... بہت کچھ جو میری وجہ سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

غلط ہو گیا۔ اسے صحیح کرنے کی کوشش ضرور کر سکتی ہوں۔

میں اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے انس کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب ضرور دیکھے تھے اور پھر ایک عرصہ ..... یہاں تک کہ اپنی اور اس کی شادی ہو جانے کے بعد بھی ان ہی خوابوں میں خود کو زندہ رکھا۔ یہی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ لیکن اب.....

اب میں جاگ گئی ہوں۔ میں اپنے خوابوں سے دستبردار ہو کر حقیقت کی دنیا میں جینا سیکھ گئی ہوں۔ اور یہ دنیا اتنی بھی تلخ اور بے رنگ نہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں آج سے میری زندگی 'میری محبت 'میرا وجود اور میری وفا..... سب آپ کی امانت ہیں۔ جس میں آپ کبھی خیانت نہیں پائیں گے۔ مجھے معاف کر دیں بس۔ مجھے آپ سے اور کچھ نہیں چاہیے۔"

اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسنے لگا تو بات کرنا دشوار ہو گئی۔ آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔

اپنے سامنے فرش بچھے قالین کے نقش و نگار کو گھورتے ہوئے اس نے حدید کے ماتھے پر رکھا ہاتھ ہٹا کر اپنے آنسو صاف کرنے چاہیے تھے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکی۔ حدید سو نہیں رہا تھا۔ وہ ساکت ہو گئی۔ وہ دھک سے رہ گئی۔

وہ جاگ رہا تھا۔ جانے کب سے۔ اس نے نائلہ کی باتیں سن لی تھیں۔ جانے کتنی اور کون کون سی اور اب اس کی کلائی اس کی گرفت میں تھی۔ نائلہ نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر منہ پھیر کر دوسرے ہاتھ سے اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

حدید نے بنا کچھ کہے اس کا چہرہ اپنی طرف گھمایا۔ پھر دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر جھکایا اور اپنے سینے پر رکھ لیا۔

نائلہ کی دبی ہوئی سسکیاں اور رکے ہوئے آنسو آزاد ہو کر کمرے کی فضا اور حدید کا گریبان بھگونے لگے۔

☼ ☼ ☼

انسان کے چاہنے اور نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے۔ انسان کے سارے وعدے 'ارادے 'تاویلیں اور منصوبہ بندیاں دھڑام سے منہ کے بل جا گرتی ہیں اور وہ انہیں اٹھا کر دوبارہ نظر بھی نہیں ڈال پاتا۔

ولید اپنی عیسائی ماں ڈزنی بلیک کے ہمراہ پاکستان آچکا تھا۔ اپنے مسلمان باپ سے ملنے۔ اس کی عیادت کرنے اور اس کی خیریت معلوم کرنے۔

ماہا نے ہر چند کہ اسے مایوس کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔

وہ نہ صرف اس کی کال اٹینڈ نہیں کرتی تھی۔ بلکہ مزنہ کے ایک بار ذکر کرنے پر اس کے خلاف اتنے سخت الفاظ میں بات کی تھی کہ مزنہ کو دوبارہ اسے بتانے کی ہمت ہی نہیں پڑی کہ اس معاملے میں 'میں خود بھی تمہارے ہم خیال ہوں 'لیکن میرے شوہر نامدار کافی دور اندیشی اور اپنے تئیں عقلمندی کے مظاہرہ کرتے ہوئے نا صرف اسے بلکہ اس کی کرسچن ماں کو بھی پاکستان بلا چکے ہیں۔

فی الحال تو وہ اسے ہوٹل سے پہلے اپنے گھر بلانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد ہسپتال کا مرحلہ آتا۔ لیکن صادق کے ساتھ ساتھ خود مزنہ بھی یہی چاہتی تھیں کہ کسی دن..... کسی ایک دن ماہا تھک کر آرام کرنے کے بہانے گھر جائے تو ان ماں بیٹے کو حسیب سے ملوانے لے آئیں۔ مگر جب سے حسیب کو ہوش آیا تھا۔ تب سے ماہا نے خود گھر جانے کا نام نہیں لیا تھا اور اس صورت حال میں وہ ہر گز اس بچے ولید اور اس کی ماں کو ہاسپٹل لانے کا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.Paksociety.com for More

رسک نہیں لے سکتے تھے۔
دوسری طرف ماہا کو بھی شاید کسی قسم کی پیش رفت کا اندازہ تھا۔ جبھی وہ مزنہ اور صادق کی موجودگی میں حسیب کو ایک منٹ بھی تنہا نہیں چھوڑتی تھی۔
گزرتے دنوں میں جہاں حسیب خود سے حرکت کرنے' بولنے اور بات چیت کرنے قابل ہوا تو' اس نے خود ہی ماہا کو خود سے دور جانے سے روک دیا۔ ماہا خود بھی اب کونسا اسے چھوڑ کر کہیں جانا چاہتی تھی۔
خاندان والے دوست احباب اور رشتے دار..... جس جس کو پتا چلا' وہیں آکر مل لیا۔ باقی ماہا اس کے پاس تھی اور اسے وہیں رہنا تھا۔

✡ ✡ ✡

تائی اماں' امی اور سوہا متذبذب سی بیٹھی ان کی شکل دیکھ رہی تھیں۔ جواب اپنی بات مکمل کرکے چائے اور بسکٹ سے انصاف کرنے لگیں۔
"دیکھیں بیٹا۔" بالآخر رضوانہ حسن نے ہی بات کا آغاز کیا۔
"آپ جو بات کہہ رہی ہیں۔ وہ ہم سمجھ رہے ہیں۔ آپ کی مجبوری بھی اور..... ظاہر ہے کہ بتول بہن گھر کی ذمہ داری نہیں اٹھا پا رہی ہوں گی تو انہیں مشکل تو ہو رہی ہو گی لیکن....." دوبارہ اسی تذبذب کا شکار ہو کر انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔
"لیکن کیا آنٹی۔ جو بھی بات ہے کھل کر کہیں۔" امی اور تائی اماں نے گہری سانس لے کر ایک دوسرے کو دیکھا۔
حسیب کی حالت اور ہسپتال میں اس کی موجودگی معراج اور اس کی ماں بہنوں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں تھا۔ ایسے وقت میں جب گھر کا ایک فرد خرابی صحت کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھا۔ گھر میں کسی خوشی خصوصاً" شادی جیسی بڑی تقریب کرنے کا خیال ہی کافی احمقانہ محسوس ہو رہا تھا۔
"جب تک میرا داماد مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہو جاتا۔ ہم لوگ ایسی کسی تقریب کے بارے میں سوچ تک نہیں سکتے۔"
"ارے آنٹی یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ ماشاء اللہ سے آپ کے داماد تو پہلے سے بہت بہتر حالت میں ہیں۔ ہم کب کہہ رہے ہیں کہ کل ہی رخصتی دے دیں۔ ایک سے ڈیڑھ ماہ کافی ہے۔ تب تک وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور دونوں طرف کی تیاریوں میں جو کسر رہ گئی ہے۔ وہ بھی پوری ہو جائے گی۔"
"جی..... تیاری..... لل..... لیکن بیٹا آپ نے تو یہ رشتہ کرتے وقت بہت پرزور اصرار کیا تھا کہ آپ کو جہیز کے نام پر کچھ نہیں چاہیے۔" تائی اماں کو ان کی باتوں سے اب حقیقتاً" پریشانی لگ گئی تھی۔
"جی جی..... وہ تو آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ لیکن یونہی تین کپڑوں میں تو اپنی بیٹی کوئی بھی نہیں اٹھا کر دیتا۔ آپ نے یقیناً" تھوڑا بہت تو جوڑا ہو گا نا!" یہ معراج کی بڑی بہن تھیں۔
جن کی اخلاقیات کا کل تک سارا گھر گواہ تھا۔ جو عفت کی بلائیں لیتے نہیں تھکتی تھیں اور آج وہ جو کچھ کہہ رہی تھیں۔ وہ تائی اماں کے ساتھ ساتھ امی کو بھی پریشان کرنے کے لیے کافی تھا۔
"کاش کہ اس وقت نائلہ ہی ہوتی یہاں۔"
تائی اماں نے گھبرا کر اپنی توپ مزاج بیٹی کو یاد کیا۔ جس نے اتوار کو آنے کا کہا تو تھا۔ لیکن ابھی تک آئی نہیں تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

دوسری طرف تائی اماں کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں' دونوں بہنوں کے اطمینان و سکون میں اضافے کے باعث بن رہی تھیں۔

"یہ پٹی انہیں بتول نے ہی پڑھا کر بھیجی تھی کہ ڈھکے چھپے الفاظ میں جہیز اور دوسری تیاریوں کا بھی کہہ دینا لگے ہاتھوں۔

"اے بالکل ہی کنگلا خاندان ہے۔ کیا پتا بیٹی کو ایسے ہی روانہ کردیں۔" ان ماں بیٹی نے یہ بات دانستہ ان لوگوں کو پریشان کرنے کے لیے چھیڑی تھی۔ کیوں کہ ان کے توہم پرست ذہنوں نے از خود یہ فرض کرلیا تھا کہ عفت کا وجود اس گھر اور گھر کے مکینوں کے لیے مبارک نہیں ہے۔

"دیکھیں آنٹی۔ دنیا دکھاوے کو ہی سہی بیٹی کو کچھ نہ کچھ تو سبھی والدین دیتے ہیں۔ زیور گہنے' کپڑا لتا۔ ورنہ جہیز لینے سے انکار تو سارے ہی سسرال والے کرتے ہیں۔ اخلاقیات اور شرافت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ لیکن کچھ فرض تو آخر لڑکی اور اس کے گھر والوں کا بھی ہوتا ہی ہے۔"

انہوں نے چائے کی پیالی بات ختم کرکے منہ کو لگائی اور اس کی اوٹ سے دونوں خواتین کے ستے ہوئے چہرے دیکھے۔

"برا ماننے کی بات نہیں آنٹی۔ ہم کونسا جہیز کے بھوکے ہیں۔ خدا کا دیا سب کچھ تو ہے ہمارے پاس۔۔۔ بس بات یہ ہے کہ سو طرح کے لوگ ملنے ملانے والے ہوتے ہیں۔ جس کے جو منہ میں آئے بک دیتا ہے۔ آپ خود سوچیں ہمیں کیا اچھا لگے گا اگر' ہماری اکلوتی بھابھی کے خاندان کو کوئی فقیر یا کنگلا کہے۔" کچن میں کھڑی عفت تک ان دونوں خواتین کی باتیں بخیر و خوبی پہنچ رہی تھیں۔ ناشتے کے لوازمات سے بھرپور انصاف کرنے اور اپنے قیمتی اقوال زریں' ان دونوں خواتین کے حوالے کرنے کے بعد وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اچھا آنٹی دیر بہت ہو گئی۔ عفت کو ہماری طرف سے پیار کر لیجئے گا۔" امی بہت دھیمے قدموں سے انہیں دروازے سے رخصت کرکے پلٹیں تو کمرے میں تائی اماں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی اور چہرے کے جو تاثرات تھے انہیں چھپانے میں وہ یقیناً" ناکام رہی تھیں۔

رضوانہ نے چند لمحے انہیں دیکھا پھر نزدیک آکر گلے سے لگا لیا۔

انہیں اپنے گریبان میں گرم آنسوؤں کی تپش انگاروں سے بڑھ کر جلاتی ہوئی لگی۔

"ارے آپ کیوں فکر کرتی ہیں بھابھی! اللہ بڑا کارساز ہے۔ ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔"

"کچھ نہ کچھ تو ہم بھی کر ہی لیتے لیکن انہیں اس طرح جتانے کی کیا ضرورت تھی اور کیا یہ لوگ کچھ نہ کچھ سے مطمئن ہونے والے لگتے ہیں۔ انہیں تو شاید بہت کچھ کی آس ہے۔"

"سب ہو جائے گا۔ اللہ بہتر کرے گا۔ دل میں وہم نہ پالیں۔ معراج خود بہت سمجھ دار لڑکا ہے۔ اسے پتا لگے گا تو وہ خود ان لوگوں کو سمجھائے گا اور ہاں۔۔۔ بھائی صاحب کو کچھ مت بتایئے گا۔ وہ خوامخواہ پریشان ہو جائیں گے۔" بیرونی دروازے سے بھائی صاحب کے اندر آنے کی آواز آئی تھی۔ وہ اکثر شام کے وقت محلے کے ایک دو لوگوں کے پاس وقت گزاری کے لیے چلے جایا کرتے تھے۔

اندر کھڑی عفت نے بھی اپنی ماں اور چچی کی باتیں سن لی تھیں۔ اسے معراج کی بہنوں سے اس گھٹیا پن کی امید نہیں تھی۔ اس نے دل میں پکا ارادہ کیا۔

"معراج سے صاف کہوں گی۔ مجھ سے شادی کرنی ہے تو اسی حال میں کرنی ہوگی۔ کسی لمبے چوڑے جہیز کی امید نہ رکھے۔"

(باقی آئندہ)

For next Episode Stay Tuned To Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY